جلد ۹ | یکم تبوک ۱۳۳۹ھش ۹ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ یکم ستمبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۳۵

سرینگر میں جماعت احمدیہ کا ایک تبلیغی جلسہ

تعلیمیافتہ افراد کے کثیر مجمع میں احمدی مبلغ کی ۴½ گھنٹہ پُرمغز تقریر

مکرمی مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل کے تبلیغی دورہ سے واپسی پر احباب سرینگر نے مقامی طور پر ایک تبلیغی جلسہ کا پروگرام بنایا تھا۔ جس کے لئے ۱۴ اگست کا دن مقرر کیا گیا۔

چونکہ سرینگر میں عرصہ دراز سے اس قسم کے جلسے کا کوئی انتظام نہ ہوا تھا۔ اسلئے اس سلسلہ میں علاوہ دیگر ضروریات کے پوسٹر چھپوائے گئے لاؤڈ سپیکر کا انتظام بھی کیا گیا۔ سرینگر کی جماعت کے افراد نے خصوصاً بخشی غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ سرینگر نے ان ضروریات کو فراہم کرنے میں بڑی ہی محنت شاقہ سے کام لیا۔ نیز ماسٹر نذیر احمد صاحب اور خواجہ عبد السلام اور خواجہ صدر الدین صاحب نے تعاون کیا۔ (جزاھم اللہ)

جلسہ سے دو یوم قبل ذی اثر حضرات کے نام دعوت نامے ارسال کئے گئے اور خاص احباب کو زبانی بھی جلسہ میں آنے کی دعوت دی گئی۔ اشتہارات موزوں جگہوں پر چسپاں کئے گئے

۱۴ اگست نماز ظہر و عصر کے بعد کارروائی مولانا مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل کی صدارت میں شروع ہوئی جبکہ لوگوں کا تانتا بندھ رہا تھا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرمی غلام نبی صاحب منصور بی۔ اے نے فاضلانہ تقریر کی۔ جنہوں نے ہستی باری تعالیٰ اور اسلام کی برتری پر خطاب کیا۔ اس سے سننے والے بہت محظوظ ہوئے۔ مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ کشمیر نے بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغ کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے واضح کیا کہ خدا کے فضل سے آج دنیا کے بیشتر ممالک میں اسلام کی پُرامن تعلیم کو پھیلانے میں احمدی مبلغین قابلِ رشک نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ یہی وہ امتیازی شان ہے جو اس مقدس جماعت کو دیگر فرقہ ہائے اسلامیہ سے جُدا کرتی ہے۔ بعد ازاں مکرم عبد الرحیم صاحب بٹ صاحب نے بھی تقریر کی۔

اس کے بعد مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل کی پُرمغز فاضلانہ تقریر شروع ہوئی۔ جس میں انہوں نے حضرت خاتم النبیین صلعم کے اسوہ حسنہ پر مفصل روشنی ڈالی۔ اور اسلام کے خدا کو Universal God کے طور پر پیش کیا۔ اور ساتھ ہی بتایا کہ universalism اسلامی تعلیمات میں ہی پائی جاتی ہے

آپ نے اسلام کے اقتصادی نظام کا دوسرے نظاموں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے ثابت کیا کہ دنیا مجبور ہو رہی ہے کہ اقتصادی، معاشرتی اور تمدنی مسائل کو حل کرنے کے لئے اسلام کی پناہ میں آئے ہندو کوڈ بل اور دوسرے ریفارمیشن ایکٹس اسلامی تعلیمات کی برتری کے واضح نشانات ہیں۔ انہوں نے کمیونزم اور کارل مارکس کے نقطہ ہائے نظر کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس نظام میں روحانی قدروں کی کوئی قیمت نہیں رکھی گئی حالانکہ انسان محض جسم نہیں بلکہ وہ روح بھی رکھتا ہے۔ آپ نے کہا کہ اگر کمیونزم روٹی، مکان اور کپڑے پر زور دے رہا ہے اور روحانی و اخلاقی قدروں کو اہمیت نہیں دیتا ہے۔ مگر یہ بھی ان کا اپنا خیال نہیں ہے بلکہ اسلامی تعلیمات کا مختصر مطالعہ ہی آنحضرت صلعم کی احادیث میں سے وہ حدیث پیش کرتا ہے۔ جس میں روٹی، مکان اور کپڑے کا میسر کرنا حکومت کے اہم ترین فرائض میں سے گنا گیا ہے

آپ کی تقریر مسلسل ساڑھے چار گھنٹے یعنی رات کے ساڑھے دس بجے تک جاری رہی۔ اور درمیان میں صرف نماز مغرب کا وقت نکالا گیا۔ مگر باوجود اس کے سرینگر کے غیر احمدی احباب میں گریجوایٹ پوسٹ گریجوایٹ اور سنجیدہ طبقہ کے لوگ خاصی تعداد میں موجود تھے۔ پوری توجہ اور خاص دلچسپی کے ساتھ تقریر سنتے رہے۔ اور ان پُرلطف تقاریر کو سُن کر سبھی لوگ بہت خوش ہوئے۔ اور بعض دوستوں نے تو اس بات کا متعدد بار اظہار کیا کہ ایسے جلسے بار بار کئے جانے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کامیاب رہا۔ اس موقعہ پر کافی تعداد میں سلسلہ کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ جلسہ میں مسلم احباب کے علاوہ ہندو سکھ اور دیگر بھائی بھی موجود تھے۔

بخشی غلام محمد صاحب صدر جماعت سرینگر نے عنایت اللہ صاحب جوال سے سٹیج کے لئے دکانوں حاصل کی جس کے لئے جوال صاحب مستحق شکریہ ہیں۔ دیہاتی جماعتوں میں سے قریباً دو سو افراد آئے ہوئے تھے۔ اور ان جماعتوں میں سے کنی پورہ کی جماعت قابل شکریہ ہے۔ جس نے ایک من چاول نقد مدد کی۔ قیام و طعام کا انتظام سرینگر کے احباب نے سرانجام دیا۔

غلام رسول صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی نے تقسیم لٹریچر میں حصہ لیا۔

آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل و کرم فرمائے اور غیر احمدی دوستوں کو بھی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکسار خواجہ صدر الدین سیکرٹری دعوت و تبلیغ سرینگر (کشمیر)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۷ اگست (بوقت ۹½ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

رات نیند اچھی آگئی اس وقت طبیعت خدا کے فضل سے بہتر ہے۔

احباب جماعت حضور کی کامل و عاجل شفا یابی کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے محبوب امام ہمام کو جلد صحتیاب فرمائے اور کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۳۰ اگست محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی بیگم صاحبہ کو چکروں اور بے خوابی کی تکلیف ہے۔ اور کمزوری بھی کافی ہے۔ ویسے عام صحت بتدریج بہتر ہو رہی ہے۔ کامل شفایابی کے لئے دوست دعائیں جاری رکھیں ۔

حضرت سیدہ اُم وسیم احمد صاحبہ کی علالت اور درخواستِ دعا

ربوہ - حضرت سیدہ اُم وسیم احمد صاحبہ کو اعصابی کمزوری اور عارضہ قلب کی شکایت ہے نیز آپ کی والدہ صاحبہ محترمہ بھی عرصہ دو سال سے بیمار چلی آرہی ہیں۔

صحابہ کرام اور درویشان قادیان اور دیگر مخلصین جماعت کی خدمت میں جماعت کا مطالبہ کے لئے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور جلد شفا بخشے آمین۔

جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

بہ تاریخ ۱۱ ستمبر ۱۹۶۰ء

جملہ جماعتوں کی آگاہی کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ عید میلاد النبی صلعم موافق ۱۱ ستمبر ۱۹۶۰ء کو ہے۔ لہٰذا تمام جماعتیں اس روز جلسہ ہائے سیرت النبی صلعم کا انعقاد کریں۔ کہ جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کی جائیں اور کوشش کی جائے کہ غیر مسلم احباب بھی ان جلسوں میں شرکت کریں علاوہ تقریروں کے بھی کریں بعد انعقاد جلسہ رپورٹ نظارت ہذا میں بھجوا دیں جو تقریریں کسی وجہ سے ذکر دیے جانے سے رہ جائیں وہ ۱۱ کو کر سکتے ہیں۔ جملہ مبلغین مقامی جماعتوں سے تعاون کریں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

خاکسار صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے [illegible] آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

احباب کرام کا شکریہ

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

ام مظفر احمد کی تشویشناک بیماری میں احباب کرام (بہنوں اور بھائیوں دونوں) نے جس رنگ میں ان کے اپریشن کی کامیابی اور ان کی صحت کی بحالی کے لئے دعائیں کیں اور ہمدردی اور محبت کا اظہار کیا اس پر میرا دل سب مخلصین کے لئے شکریہ کے جذبات سے لبریز ہے میں اپنے دوستوں پر فطرتاً حسن ظن رکھتا ہوں لیکن حق یہ ہے کہ اس موقع پر انہوں نے میرے گمان سے بھی بڑھ کر محبت اور ہمدردی کا ثبوت دیا ہے فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مجھے اس موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ پیاری حدیث یاد آ رہی ہے۔ جس میں آپ فرماتے ہیں کہ سچے مومن آپس میں ایک جسم کا رنگ رکھتے ہیں جب جسم کا کوئی عضو درد محسوس کرتا ہے تو سارا جسم بے چین ہو جاتا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ جس طرح میری اس تکلیف اور پریشانی میں مخلصین جماعت نے محبت اور ہمدردی کا اظہار کیا اور دعائیں فرمائیں اسی طرح اللہ تعالےٰ ان کی تکلیفوں اور پریشانیوں میں بھی ان کا حافظ و ناصر ہو اور انہیں اپنے خاص فضل و رحمت کے سایہ میں رکھے۔ میرے ہاتھ میں یہی دعا ان کی محبت اور ان کے اخلاص کا واحد بدلہ ہے۔

ایک دوست نے ہندوستان کے ایک دور دراز شہر سے میری تسلی کے لئے لکھا ہے کہ آپ گھبرائیں نہیں اللہ تعالےٰ فضل فرمائے گا۔ میں اس مخلص دوست کا ممنون ہوں۔ مگر بتا دینا چاہتا ہوں کہ دراصل میری گھبراہٹ ایک طبعی بات تھی۔ کیونکہ اول تو دعاؤں کی قبولیت کے لئے دل میں بے چینی کا پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ دعا ایک محض رسم بنکر رہ جاتی ہے۔ دوسرے اس وقت ام مظفر احمد وہ آخری بہو ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اپنے گھر سے رخصت ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں داخل ہوئیں۔ تیسرے میری ان کی رفاقت پر اس وقت قریباً پچپن سال کا عرصہ گذر رہا ہے (کیونکہ میری شادی ۱۹۰۶ء میں ہوئی تھی) اور یہ زمانہ ایسا ہے کہ دو جانوں کو گویا ایک جان اور دو قالب کا رنگ دے دیتا ہے چوتھے وہ بہت مخیر اور غریب نواز ہیں۔ صدقہ و خیرات میں وہ ہمیشہ اپنی طاقت سے بڑھ کر حصہ لیتی رہی ہیں۔ اور اپنے تعلقات میں بھی انہوں نے کبھی غریب اور امیر میں فرق نہیں کیا بلکہ غالباً غریبوں کے ساتھ زیادہ ہی تعلقات رکھے ہیں۔

ان وجوہات سے میرے دل میں ان کی قدر ہے اور ان کی تشویشناک بیماری میں میرے دل میں ان کے لئے بے چینی پیدا ہونا ایک طبعی امر ہے اور پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ جب گھر میں بیوی بیمار ہو تو خاوند کے سلسلے دینی کاموں میں عام حالات کی طرح حصہ لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ رعایت وہ ہے جو خود ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم نے موسوم کر دی ہے بلکہ اس کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ولاھلك علیك حق" یعنی تمہاری بیوی اور بچوں کا تم پر بھاری حق ہے۔ اس ہدایت کے ماتحت انسان کا فرض ہے کہ اپنی رفیقۂ حیات کی علالت میں اس کے علاج اور اس کی خدمت کا پورا پورا حق ادا کرے اور یہ حق فکرمندی کے بغیر ادا نہیں ہو سکتا۔ مجھے یاد ہے کہ جب ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد مرحوم بیمار ہوا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی تیمارداری میں غیر معمولی فکر اور توجہ کے ساتھ حصہ لیا تھا

بالآخر میں پھر دوبارہ احباب جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ام مظفر احمد کی بیماری میں غیر معمولی محبت اور غیر معمولی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں بہترین اجر سے نوازے اور دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ دوست اب بھی دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ ام مظفر احمد کو بعد کی تمام امکانی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے اور مجھے ہمیشہ اپنا عاجز اور شاکر بندہ رکھ کر اپنی رضا کے ماتحت خدمت دین کی توفیق دیتا رہے۔ آمین یا ارحم الراحمین

(خاکسار مرزا بشیر احمد از لاہور ۲۴ راگست ۱۹۶۰ء)

۲۲۔ آج کراچی کے مشہور ڈاکٹر جان صاحب جو اتفاق سے لاہور آئے ہوئے ہیں اور ام مظفر احمد کے معالج ہیں عیادت کے لئے آئے تھے ۔۔۔ (الفضل ۲۷/۸) ۔۔ احباب کرام سیدہ موصوفہ کی کامل شفایابی کیلئے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے آپ کو جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین۔

حضرت سیّدہ اُمِّ مظفر احمد صاحبہ کا کامیاب اپریشن

اس وقت عام رفتار صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے تسلی بخش سمجھی جا رہی ہے

قادیان ۲۹ راگست حضرت سیدہ اُمِّ مظفر احمد صاحبہ کے اپریشن کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے موصولہ برقی اطلاع بدر کی گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے۔ حضرت ممدوح کا یہ تار قادیان میں ایسے وقت پہنچا جبکہ اخبار کی کاپیاں طباعت کیلئے امرتسر بھجوائی جا چکی تھیں۔ اطلاع کی اہمیت کے پیش نظر ایک خاص آدمی امرتسر بھجوایا گیا اور پہلے سے لکھے گئے کچھ مضمون کو حذف کر کے اس جگہ یہ تازہ اطلاع درج کر دی گئی اب ہفتہ زیباشاعت سیدہ موصوفہ کے اپریشن کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے اعلانات سے جو تفصیلات (بذریعہ الفضل) یہاں پہنچی ہیں احباب جماعت کی آگاہی اور مزید دعا کی تحریک کی غرض سے ان کا ملخص ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

لاہور ۲۱ راگست۔ بوقت دس بجے شب۔ کل بروز پیر انشاء اللہ صبح آٹھ بجے کے قریب اپریشن شروع ہو گا جو ڈاکٹر امیر الدین صاحب کریں گے۔ امید ہے کہ ان کی مدد کے لئے لاہور چھاؤنی کے فوجی ڈاکٹر کرنل مجید ملک بھی آئیں گے۔ اپریشن میں ساتھ ساتھ ایکسرے بھی لیا جاتا رہے گا تاکہ تسلی رہے کہ پن صحیح راستہ پر جا رہا ہے۔ اس لئے یہ اپریشن دو اڑھائی گھنٹے لے گا۔ یہ پن جو خاص قسم کی ساخت کا ہوتا ہے خاصہ موٹا ہوتا ہے اور خاص قسم کی ہتھوڑی سے آہستہ آہستہ ٹوٹی ہوئی ہڈی کے اندر داخل کیا جاتا ہے (الفضل ۲۳/۸)

لاہور ۲۲ راگست (بوقت پونے دس بجے شب) آج صبح ام مظفر احمد کو اپریشن روم میں لے گئے۔ اپریشن ڈاکٹر امیر الدین صاحب نے کیا۔ اس وقت ڈاکٹر ملک صاحب اور ڈاکٹر محمد مسعود صاحب اور ڈاکٹر رستم علی صاحب اور ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب اپریشن روم میں موجود رہے۔ اپریشن میں ساتھ ساتھ ایکسرے لیا جاتا رہا اور یہ اپریشن قریباً گیارہ بجے تک رہا اور بظاہر اپریشن مکمل سمجھا گیا مگر آخری ایکسرے سے معلوم ہوا کہ لوہے کی پن کا آخری حصہ غلط راستہ پر چلا گیا ہے۔ اس لئے کچھ وقفہ کے بعد پن واپس نکال کر دوبارہ اپریشن شروع کیا گیا۔ اس اپریشن کے وقت ڈاکٹر ملک صاحب واپس جا چکے تھے۔ البتہ باقی سب ڈاکٹر صاحبان بدستور ڈاکٹر امیر الدین صاحب کے ساتھ موجود رہے۔ اور اس دفعہ بے حسی کے علاوہ بے ہوشی کا ٹیکہ بھی دیا گیا۔ دوسرا اپریشن قریباً ساڑھے بارہ بجے تک رہا۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے کامیاب رہا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ مجموعی طور پر چھ سات گھنٹے اپریشن رہا۔ اس کی وجہ سے ام مظفر احمد کو کافی کوفت ہو گئی اور کچھ متلی بھی شروع ہو گئی۔ پن جس سے ٹوٹی ہوئی ہڈی جوڑی گئی ساڑھے تین انچ کے قریب لمبا تھا اور موٹائی میں نصف انچ سے کچھ ہی کم تھا۔ اس کے بعد انہیں ہاتھ کی رگ کے ذریعہ کافی مقدار میں گلوکوز دیا گیا۔ اور بے چینی کو دور کرنے کیلئے ٹیکہ بھی کر دیا گیا۔ اپریشن کے وقت ام مظفر احمد کی ساری اولاد و بہوئیں اور کئی دوسرے عزیز اور جماعت کے مخلصین ہسپتال میں موجود رہ کر دعائیں کرتے رہے۔

لاہور ۲۳ راگست (پونے دس بجے شب) آج ام مظفر احمد کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے کل کی نسبت بہتر رہی۔ تازہ اپریشن کی وجہ سے ابھی تک ٹانگ میں درد کافی ہے۔ اور ٹانگ بالکل بندھی ہوئی ہے۔ ابھی تک اس مقام پر بھی درد کافی ہے جہاں پن داخل کرنے کے لئے جسم میں لمبا چیرا دیا گیا تھا۔ اور کچھ بخار بھی ہے۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ ٹانگ کا درد ہفتے یا چوتھے دن کم ہو گا۔ اور ٹانکے غالباً دسویں دن کھولے جائیں گے۔ ٹیکوں کی وجہ سے ابھی تک کبھی کبھی غنودگی ہو جاتی ہے۔ اور خوراک بہت کم ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کے فضل سے اب چہرے پر کسی قدر صحت کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ (الفضل ۲۴/۸)

لاہور ۲۴ راگست (بوقت پونے دس بجے شب) آج ام مظفر احمد کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے بحیثیت مجموعی اچھی رہی۔ درد میں آہستہ آہستہ کمی ہو رہی ہے اور بے چینی بھی کل کی نسبت کم ہے۔ حرارت بھی کم ہے۔ ڈاکٹر صاحبان حسب ضرورت دیکھتے رہتے ہیں جماعت کے مخلصین بھی ہسپتال میں تشریف لا کر خیریت پوچھتے رہتے ہیں بعض غیر از جماعت اصحاب بھی تشریف لاتے ہیں۔ ربوہ سے بھی بعض عزیز عیادت کے لئے آئے ہیں اور خطوں اور تاروں کا تو کوئی شمار ہی نہیں جزاھم اللہ خیراً کلھم۔

آج معلوم ہوا کہ اپریشن کے دوران ام مظفر احمد کا چودہ دفعہ ایکسرے لیا گیا یہ اس قسم کے اپریشن کے لئے ضروری تھا تاکہ پن کی صحیح پوزیشن کا ساتھ ساتھ علم ہوتا رہے۔ (الفضل ۲۸/۸)

لاہور ۲۶ راگست (بوقت پونے دس بجے شب) گذشتہ رات ام مظفر احمد کو بے خوابی اور بے چینی کی شکایت رہی اور آج دن میں بھی قریباً یہی کیفیت رہی کمزوری محسوس ہوتی رہی اور درد کا احساس بھی زیادہ رہا۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ چونکہ مصلحتاً غنودگی والے ٹیکے بند کئے گئے ہیں اس لئے غالباً اس کی وجہ سے یہ عارضی کیفیت پیدا ہوئی ہے۔ لیکن عام رفتار صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے تسلی بخش سمجھی جا رہی ہے۔۔ ۲۴

خطبہ جمعہ

اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و احترام کو ملحوظ رکھنا ہمارا فرض ہے

اصلی اور حقیقی تفسیر کا تفسیر بالرائے سے امتیاز

جس علم کی واقفیت نہ ہو اس میں دخل دینا سراسر غلط طریق ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ [illegible] نومبر ۱۹۴۳ء بمقام قادیان

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں آج

ایک دو ضروری امور

کے متعلق کچھ کہنا چاہتا تھا۔ لیکن رات کو بے یکدم نزلہ کا حملہ ہوا ہے۔ اس وجہ سے گلے میں خراش کی تکلیف ہے۔ اور کھانسی ہے۔ اور ضعف بھی ہے۔ اس لئے صرف ایک امر کے متعلق کچھ بیان کرنے پر اکتفا کروں گا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ کسی دوست سے کسی مجلس میں یہ سوال کیا گیا کہ

مفتی محمد صادق صاحبؓ

نے ذکر حبیبؑ کے متعلق جو کتاب لکھی ہے اس کے بارہ میں اس کی کیا رائے ہے۔ اور مفتی صاحب کو ایک مورخ کی حیثیت سے وہ کیا سمجھتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں ایک مورخ کی حیثیت سے مفتی صاحب کو سند نہیں مانتا۔ ان کا حافظہ اس قسم کا نہیں کہ کسی کے سوانح لکھنے کے وہ قابل ہوں۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ مفتی صاحب نے اپنی کتاب ذکر حبیبؑ میں جو باتیں لکھی ہیں کیا وہ سب کی سب میرے نزدیک یا دوسرے احمدیوں کے نزدیک قابل تسلیم ہیں تو میں کہوں گا کہ ہرگز ساری کی ساری باتیں قابل قبول نہیں ہیں لیکن جہاں تک سند ہونے کا سوال ہے مفتی صاحب کو جو لمبی صحبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی میسر آئی ہے۔ اور جس طرح انہوں نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت کا زمانہ

پایا ہے۔ اس کے پیش نظر ایسا نوجوان کہ جسے اس کا کروڑواں حصہ بھی میسر نہیں آیا۔ اس قسم کا فقرہ کہنا قابل شرم بات ہے اس جواب سے صرف اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں تک تاریخ دانی کا سوال ہے اس نوجوان کو علم تاریخ سے کوئی واقفیت نہیں اور جب کسی شخص کو

کسی علم کی واقفیت

نہ ہو۔ تو جب اس سے کوئی سوال کیا جائے جس کا تعلق اس علم سے ہو تو اس کا کام صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ کہہ دے کہ میں اس میدان کا سوار نہیں ہوں۔ جب کوئی شخص اپنے آپ کو ہر فن مولا ظاہر کرنا چاہیے۔ اور تیس مار خان بننا چاہے اور یہ بتانا چاہے کہ اس سے جو بھی سوال کیا جائے وہ اس کا جواب دے سکتا ہے۔ تو بڑی مشکل پیش آسکتی ہے واقعات اور چیز ہیں۔ اور علم دوسری چیز ہے۔ واقعات میں تو

جھوٹے سچے کا فرق

معلوم ہو سکتا ہے۔ ایک واقعہ ہوتا ہے ایک شخص اسے صحیح طور پر بیان کر دیتا ہے۔ اور دوسرا اسے غلط رنگ میں پیش کرتا ہے مگر علم ایسی چیز ہے کہ چونکہ اس کا تعلق واقعات سے نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ جائز نہیں ہوتا کہ ہم اپنی مرضی سے جو چاہیں تلاش کر لیں۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تفسیر بالرائے سے منع فرمایا ہے۔ بعض نادان خیال کرتے ہیں کہ اس

ممانعت کا مطلب

یہ ہے کہ جو تفسیر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ اس پر اکتفا کیا جائے اور جو تفسیر احادیث میں آئی ہے۔ صرف وہی بیان کی جائے مگر یہ صحیح نہیں۔ اگر صرف اس تفسیر پر اکتفا کیا جائے۔ جو احادیث میں بیان شدہ ہے تو قرآن کریم کا

نصف سے زیادہ حصہ

بغیر تفسیر کے رہ جائے گا کیونکہ نصف سے زیادہ حصہ قرآن کریم کا ایسا ہے جس کی کوئی تفسیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مروی نہیں۔ اور جن حصوں کی تفسیر مروی ہے۔ وہ بھی تمام پہلوؤں کے متعلق نہیں۔

پس اگر

تفسیر بالرائے کی ممانعت

کے حکم کے یہی معنی لئے جائیں۔ کہ جو تفسیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہے صرف وہی بیان کی جائے آگے نہ کی جائے [illegible] کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم قرآن کریم کی تفسیر کبھی کر کے آگے بیان کر ہی نہیں سکتے۔ اگر یہ ہم واقعات سے ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کا نصف سے زیادہ حصہ ایسا ہے جس کی کوئی تفسیر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی نہیں مگر جن لوگوں نے اس بات کو اگر فرض کر لو کہ

صرف ایک آیت ہی ایسی ہے

جس کی تفسیر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی نہیں تو ہم جب بھی اس آیت پر پہنچیں گے۔ ہمیں کہنا پڑے گا کہ اس کا مطلب ہمیں معلوم نہیں۔ صاف عربی الفاظ ہوں گے۔ لغت میں وہ موجود ہوں گے لیکن اگر تفسیر بالرائے کی ممانعت کا مطلب یہ لیا جائے کہ جو تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مروی نہیں وہ بیان نہ کی جائے تو اس آیت پر پہنچ کر ہمیں کہنا پڑے گا کہ اس کا مطلب ہمیں معلوم نہیں اور اگر کوئی ایک آیت بھی ایسی ہو۔ تو

اسلام اور ایمان

کا کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم کا نصف سے زیادہ حصہ ایسا ہے جس کی کوئی تفسیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی نہیں۔

پس لازماً تفسیر بالرائے کی ممانعت کے حکم کے اور معنے کرنے پڑیں گے اور اور وہ معنی یہ ہیں کہ سیاق و سباق اور دوسری سب چیزیں جو قرآن کریم کے معانی کو حل کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً لغت۔ نحو۔ صرف۔ عقل۔ مشاہدہ

خدا تعالےٰ کا قانون

اور قرآن کریم کی دوسری آیات سب کو ملحوظ رکھتے ہوئے معنی کئے جائیں۔ اس طرح جو تفسیر کی جائے گی۔ وہ تفسیر بالرائے نہیں کہلا سکتی خواہ وہ معنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کئے ہوں۔ اور پھر یہ اصول بھی تو درست نہیں کہ جو معنے کسی نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منسوب کئے ہوں۔ ان کو ضرور مان لیا جائے۔ خواہ وہ لغت۔ نحو۔ صرف۔ عقل مشاہدہ اور قرآن کریم کی دیگر آیات کے خلاف ہوں۔ آخر جھوٹے راوی بھی تو ہوتے ہیں۔

فرض کرو

کوئی راوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسے معنے منسوب کرتا ہے۔ جو لغت کے مطابق نہیں۔ تو کیا محض اس لئے کہ وہ روایت میں آ گئے ہیں۔ ہم انہیں مان لیں گے۔ ہرگز [illegible]۔ بلکہ ایسی صورت میں ہم صرف یہ کہیں گے کہ یہ راوی جھوٹا ہے۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص میری طرف کوئی ایسی بات منسوب کرتا ہے۔ جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنی جگہ آگ میں سمجھے پس تفسیر بالرائے [illegible] اس سے کچھ نہیں کہ جو معنے کئے جائیں۔ وہ لغت کے [illegible] ہوں۔ اگر کوئی راوی آنحضرت صلی اللہ علیہ [illegible] طرف کوئی ایسے معنے منسوب کرتا ہے جو لغت کے خلاف ہیں تو ہم یہ نہیں کہیں گے کہ آپ نے جو معنے کئے وہ غلط ہیں۔ بلکہ یہ کہیں گے۔ کہ راوی جھوٹا ہے۔ اور اس نے آپ کی طرف غلط معنے منسوب کئے ہیں۔ آپ عرب تھے۔ اور آپ پر قرآن کریم جیسا فصیح کلام نازل ہوا۔ پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ کوئی ایسے معنے بیان فرماتے جو لغت کے مطابق نہ ہوں۔ دنیا میں لوگ اچھے شاعروں کے اشعار یاد کرتے ہیں۔ تو ان کی زبان فصیح ہو جاتی ہے۔ پھر کون احمق کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ [illegible] پر

قرآن کریم جیسا فصیح کلام

نازل ہوا اور آپ کی زبان فصیح نہ ہو۔ ہندوستان میں لوگ غالب اور ذوق

کے اشعار یاد کرتے ہیں۔ مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کی کتابیں پڑھتے ہیں۔ اور ان کی زبان فصیح ہو جاتی ہے۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان ۲۳ سال تک اللہ تعالےٰ سے عربی کلام پا کر حاصل کرنے کے باوجود فصیح نہ ہو۔ پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ آپؐ عربی سے ناواقف تھے وہ یا تو پاگل ہے اور یا ایمان سے خالی ہے۔ اور جو آپؐ کی طرف کوئی ایسے معنے منسوب کرتا ہے۔ جو لغت کے مطابق نہ ہوں۔ وہ یا تو جھوٹ بولتا ہے اور یا نادان ہے۔ اس نے بات کو سمجھا نہیں۔ بعض اوقات ایک آدمی سمجھدار ہوتا ہے مگر کسی وقت بات سمجھنے میں غلطی کرتا ہے۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اگر کوئی غلط معنے منسوب کرتا ہے تو اسے ہم تفسیر من الرسول نہیں کہیں گے بلکہ کہیں گے کہ یہ آپؐ پر افتراء ہے۔ اور جو معنے لغت۔ نحو۔ صرف علم معانی اور علم بیان۔ عقل۔ مشاہدہ اور انبیاء گذشتہ کے طریق کے مطابق ہوں۔ قرآن کریم کی دوسری آیات کے مطابق ہوں۔ وہ گو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی نہ ہوں۔ وہ تفسیر بالرائے نہیں ہوگی۔ بلکہ اصلی اور حقیقی تفسیر ہوگی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ ہی سمجھی جائے گی۔

روایتوں میں انسان غلطیاں بھی کرسکتے ہیں

ایسے راوی بھی ہو پڑے واقف اور سمجھدار ہوتے ہیں۔ بعض اوقات غلطی کر جاتے ہیں۔ بعض باتیں ان کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ لیکن یہ اور بات ہے۔ بہرحال جہاں تک علوم کا تعلق ہے۔ ہر شخص ان کا اتنا واقف نہیں ہوتا کہ کسی کے متعلق فیصلہ کرسکے۔ تاریخ ایک پیچیدہ علم ہے اس کے لئے علم النفس اور قومی رسوم و عادات سے واقفیت ضروری ہوتی ہے پھر جو شخص کو اس کے ماحول کا علم نہ ہو جس میں وہ باتیں ہو رہی ہیں یا جسے ان حالات کا پتہ نہ ہو جو کسی واقعہ کے پس پردہ تھیں اس کا تاریخ کے بارہ میں کوئی فیصلہ کرنا درست نہیں ہو سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کتابیں نہ ہوا کرتی تھیں اور حافظہ سے کام لینے کا رواج تھا۔ لوگ دس دس بیس بیس ہزار بلکہ لاکھ لاکھ اور دو دو لاکھ اشعار زبانی حفظ کر لیا کرتے تھے۔ آج کون ہے جسے دو چار ہزار اشعار بھی یاد ہوں۔ اس زمانہ میں جو قرآن حفظ کرے اسے حافظ کہتے ہیں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کو کوئی حافظ نہیں کہتا۔ حالانکہ اس زمانہ میں لوگ۔۔۔ اس کثرت سے قرآن کریم حفظ کیا کرتے تھے کہ ایک ایک لڑائی میں

پانچ پانچ سو حافظ شہید ہوئے تھے۔ مگر حافظ کسی کو نہیں کہا جاتا۔ آج کل تو اگر کسی کو سارا قرآن حفظ نہ ہو تو بھی اسے حافظ کہہ دیتے ہیں۔ اگر پوچھو کیا آپ نے قرآن کریم حفظ کیا ہے۔ تو جواب ملتا ہے نہیں سارا تو حفظ نہیں۔ پانچ پارے کئے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو بھی آجکل حافظ کہا جاتا ہے جن کو قرآن کریم کا کچھ حصہ ہی یاد ہو۔ یہ

حافظہ کی کمزوری کی علامت

ہے۔ آج کل کتابوں اور نوٹ بک رکھنے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ لوگ حفظ کرنے پر زور نہیں دیتے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حفظ کرنے کا بہت رواج تھا۔ شاعروں کے ساتھ بعض لوگ ہوتے تھے۔ جن کو راویہ کہتے تھے۔ ان کو ان کے سب اشعار یاد ہوتے تھے۔ گویا دس دس بیس بیس ہزار اشعار یاد ہوتے تھے اور چونکہ مقابلہ میں بھی اشعار پڑھنے پڑتے تھے اس واسطے دوسرے شاعروں کے اشعار بھی ان کو یاد ہوتے تھے۔ اور اس طرح ان کو لاکھ لاکھ دو دو لاکھ اشعار زبانی یاد ہوتے تھے۔ ایک واقعہ مشہور ہے۔ کہ ایک بادشاہ شاعروں پر بہت داد و دہش کیا کرتا تھا۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ ان کے ذریعہ زبان زندہ رہتی ہے۔ اس کے وزراء نے خیال کیا۔ کہ اس طرح تو یہ خزانہ لٹا دے گا۔ اور اس سے روکنے کے لئے اسے مشورہ دیا کہ کوئی شرط انعام کے لئے ہونی چاہیئے تا جو بڑا شاعر ہی انعام حاصل کر سکے۔ اس طرح تو ہر ایک انعام لے جاتا ہے۔ یہ شرط ہونی چاہیئے کہ آپ کے سامنے صرف وہی شاعر آسکے جسے ایک لاکھ شعر زبانی یاد ہو۔ چنانچہ اس شرط کا اعلان کر دیا گیا

نتیجہ یہ ہوا

کہ شاعروں کا آنا بند ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ کہ جب حفظ کرنے کا رواج کم ہو چکا تھا۔ ایک بڑا شاعر تھا۔ لوگوں نے اس سے ذکر کیا۔ کہ بادشاہ نے یہ حکم جاری کر دیا ہے۔ جس سے ملک کے ادب اور زبان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ آپ بادشاہ کے پاس جائیں۔ انہوں نے کہا کہ بہت اچھا چنانچہ وہ بادشاہ کے دربار میں گئے اور اطلاع کرائی کہ ایک شاعر بادشاہ سے ملنا چاہتا ہے۔ وزراء کو جب اطلاع ہوئی تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ آپ ملنا تو چاہتے ہیں مگر آپ کو معلوم ہے بادشاہ

سے ملنے کی شرط کیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں مجھے معلوم ہے کہ ایک لاکھ شعر یاد ہونے چاہئیں۔ مگر آپ جا کر بادشاہ سے کہیں۔ کہ یہ شرط نامکمل ہے یہ بھی بتائیں کہ کیا ایک لاکھ شعر جاہلیت کے زمانہ کے سننے چاہتے ہیں یا اسلام کے زمانہ کے اور پھر یہ بھی کہ عورتوں کے یا مردوں کے۔ بادشاہ کو اس بات کا علم ہوا۔ تو وہ سمجھ گیا کہ فلاں شخص ہوگا۔ پہلے بادشاہ نے بہت کوشش کی تھی کہ وہ بھی ملنے آئیں۔ مگر وہ نہ آتے تھے۔ جب بادشاہ کو علم ہوا کہ وہ آئے ہیں۔ تو وہ ننگے پاؤں ان کے پاس آیا۔ اور پوچھا آپ فلاں شخص ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں۔ اور پھر انہوں نے کہا کہ آپ نے کیا شرط لگائی ہے۔ جس سے

علم ادب کو نقصان

پہنچ رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ وزراء کا تو اس شرط سے یہ منشا تھا کہ شاعر انعام نہ حاصل کر سکیں۔ مگر میرا مطلب اسے منظور کرنے سے صرف اس قدر تھا کہ کسی طرح آپ آئیں۔ سو آج سے یہ شرط منسوخ ہے۔ تو پرانے زمانوں میں حفظ پر بڑا زور دیا جاتا تھا۔ مگر باوجود اس کے احادیث میں کتنا اختلاف ہے۔ کیا بخاری کی کوئی ایسی حدیث نہیں جو مسلم کے خلاف ہو۔ ہو بعینہ۔۔۔ نہیں ایسی حدیث نہیں۔ جو مسلم کے خلاف ہو اور کیا مسلم کی کوئی ایسی حدیث نہیں جو بخاری کے خلاف ہو۔ یہی حال ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہ کا ہے۔ ہر ایک میں ایک دوسرے سے مختلف احادیث ہیں مگر کیا اس اختلاف کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ غیر مستند ہیں یا بخاری اور مسلم قابل اعتبار نہیں ہیں۔ ناقابل اعتبار صرف اسے کہا جاتا ہے۔ جس کا طریقہ ہی قابل اعتبار نہ ہو۔ یوں تو روایت میں ہر کسی سے غلطی ہو سکتی ہے۔ میں کسی مجلس میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ یوں ہوا۔ مگر ایک شخص کہہ دیتا ہے۔ کہ یوں نہیں۔ یہ واقعہ دراصل یوں ہوا تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ مجھے اپنے سے زیادہ سچا سمجھتا ہے۔ اور یہ بھی مانتا ہے کہ ان کو بھی غلطی لگ سکتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کے نزدیک میری سند باطل ہو گئی اور نہ مجھے اس پر کوئی گلہ ہوتا ہے۔ بلکہ میں بھی کہتا ہوں کہ ہاں یہی بات ٹھیک ہے جو آپ نے بیان کی۔ تو کسی واقعہ میں ہر شخص کو غلطی لگ سکتی ہے مگر اس کی بناء پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ناقابل اعتبار ہے۔ اس وقت صرف چند لوگ ایسے ہیں۔ جن کے ذریعہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی باتیں مل

سکتی ہیں۔ مفتی صاحب ہیں شیخ یعقوب علی صاحب ہیں۔ پرانے تو یہی ہیں۔ جو ایڈیٹر بھی تھے۔ اور جن کو کثرت سے آپؑ کی باتیں سننے کا موقعہ ملا۔ تیسرے

پیر سراج الحق صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کو بھی خوب باتیں یاد تھیں مفتی صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب بدر اور الحکم کے ایڈیٹر تھے اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان پر بعض دفعہ ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ یہ ہمارے اس طرح ہیں جس طرح مردہ کے لئے منکر نکیر ہوتے ہیں۔ ہم جو بھی بات کریں جھٹ ان کو چھاپ دیتے ہیں اور دشمن پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے آپ ان کی بہت قدر کرتے تھے۔ مفتی صاحب کو تو آپ اپنے خاص صحابہ میں شمار کیا کرتے تھے۔ اسی طرح شیخ یعقوب علی صاحب بھی آپ کے بڑے مقرب اور پیارے تھے۔ پس ان لوگوں کے متعلق یہ کہنا کہ یہ غیر مستند ہیں

علم تاریخ سے ناواقفی

کی بات ہے۔ یہ ٹھیک نہیں۔ کہ کسی روایت کو غلط دیکھ کر ان لوگوں کی ذات پر حملہ کیا جائے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ کہ اگر بخاری کی کوئی حدیث سمجھ میں نہ آئے تو امام بخاری پر حملہ کیا جائے۔ مسلم کی کوئی حدیث سمجھ میں نہ آئے۔ تو امام مسلم پر حملہ کر دیا جائے۔ پرانے مفسرین کی تفاسیر پر ہم آج سو سو جرح کرتے ہیں۔ مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ وہ مفسرین ناقابل اعتبار تھے وہ لوگ ان کا کام کر گئے ہیں کہ اگر وہ یہ کام نہ کرتے تو ہماری عمریں اس کام کی تکمیل میں صرف ہو جاتیں۔ انہوں نے ہر لفظ پر صرفی اور نحوی بحثیں کی ہیں۔ ہر عبارت پر معانی اور بیان کے لحاظ سے بحث کی ہے۔ ان میں بعض باتیں غلط بھی ہیں اور ٹھیک بھی ہیں۔ مگر اس قدر ذخیرہ وہ لوگ جمع کر گئے ہیں کہ اگر وہ یہ کام نہ کرتے تو آج ہم یہ کام نہ کر سکتے جو کر رہے ہیں۔ پس یہ کیسی حماقت اور ناشکری کی علامت ہے کہ کہا جائے کہ فلاں مفسر نے فلاں بات غلط لکھدی۔ اس لئے وہ ناقابل اعتبار ہے۔ ابن حیان کی یہ بات صحیح نہیں۔ یا منثور کی یہ روایت غلط ہے اس لئے وہ ناقابل اعتبار ہے یہ ایسا کہنا بڑا ظلم اور تعدی ہے ان کی ہزار باتوں میں سے اگر دو غلط ہیں تو کیا۔ اگر وہ ۹۹۸ باتیں جمع نہ کرتے تو ہم آج یہ کام کر سکتے جو کر رہے ہیں۔ اگر وہ لوگ اس زمانہ میں جلد سکتے۔ تو وہ ضرور لکھتا

علم میں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے ہماری شاگردی اختیار کرتے۔ لیکن اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمیں بھی

ان کی شاگردی حاصل ہے

وہ ضرور ہمارے شاگرد ہوتے۔ مگر ہم بھی ان کے شاگرد ہیں۔ ان تحقیقات کی وجہ سے جو انہوں نے ہمارے لئے کیں اگر کوئی بات انہوں نے غلط لکھ دی۔ تو کیا ہوا۔ کیا ان سے غلطیاں نہیں ہوتیں کیا کوئی غلط بات لکھی جانے کی وجہ سے سند ہی اُڑ جاتی ہے ہمارے پاس وہ لکھن آری ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی تاریخ سے واقف ہیں۔ اگر یہ سچے نہیں تو معترض جسے سچا سمجھتا ہے اس کا نام پیش کرے۔ میں اس کی روایات میں غلطی ثابت کر دوں گا۔ مگر غلطی کی وجہ سے کسی کو غیر مستند اور ناقابلِ اعتبار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ میرے سامنے کی بات ہے حضرت خلیفہ اول رضؓ نے قاضی امیر حسین صاحب کو ان سوالات کے بارہ میں جو عیسائیوں سے تعلق رکھتے تھے فرمایا کہ فلاں فلاں سے مشورہ کر لیا کہ ان کا کیا جواب دیا جائے۔ قاضی صاحب ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ یہ لوگ حضرت خلیفہ اول رضؓ کے پاس پہنچے اور معافی مانگ لی کچھ عرصہ بعد جب قاضی صاحب جوابات لے کر حضرت خلیفہ اول رضؓ کے پاس آئے تو حضرت خلیفہ اول رضؓ نے قاضی صاحب سے کہا کہ آپ کو کس نے کہا تھا کہ یہ باتیں لوگوں سے کریں۔ حالانکہ قاضی صاحب کو آپؓ نے میرے سامنے فرمایا تھا۔ مگر آپ بھول گئے۔ اب

اس کے یہ معنے نہیں

کہ آپ نعوذ باللہ بے اعتبار ہیں۔ کیونکہ انسان بھول بھی جاتا ہے۔ پھر بعض اوقات انسان بات کا مطلب غلط سمجھ لیتا ہے مگر اس وجہ سے اسے غیر مستند نہیں کہا جا سکتا۔ غیر مستند اور ناقابل اعتبار کہے جاتا ہے۔ جو غلط طریق اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل اور سمجھ دی ہے۔ اگر کوئی ایسی بات کسی روایت میں ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چلن اور کیریکٹر کے خلاف ہو۔ آپ کی تمام تعلیم کے خلاف ہو۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ راوی کو غلطی لگی ہے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ غیر مستند ہے۔ تو ان لوگوں کو اس علم کے بارہ میں جسے وہ جانتے نہیں۔ بات کرتے وقت بہت احتیاط کرنی چاہئیے۔ ایسی بات کرنے والا شخص علم تاریخ سے قطعاً ناواقف ہے تاریخ کا علم بڑا پیچیدہ ہے۔

علم ہے جس تاریخی بات کو سمجھنے کے لئے اس زنجیر کو دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے جس سے وہ بات چلتی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے علم میں دسترس رکھتا ہے تو اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ تاریخ کے علم کا بھی ماہر ہے۔ ایک بڑے سے بڑے فلاسفر کا ڈاکٹری کے علم میں ماہر ہونا ضروری نہیں۔ اسی طرح ایک بڑے سے بڑا ڈاکٹر لازماً فلاسفر نہیں ہو سکتا اور جس علم سے واقفیت نہ ہو اس میں دخل دینا غلط طریق ہے۔ اور ایسی باتیں کرنا آداب کے خلاف ہے۔ میں بھی یہ مانتا ہوں کہ

مفتی صاحب کی روایات

میں غلطی ہو سکتی ہے۔ اور اگر کہنے والے کے علم میں ایک بات غلط ہے تو ممکن ہے میرے نزدیک دس باتیں غلط ہوں لیکن اس کے باوجود ان لوگوں کی خدمات اور ان احسانات میں جو تاریخ لکھ کر انہوں نے جماعت پر کیا ہے کوئی فرق نہیں آ سکتا۔ غلطیاں شاید میں دوسروں سے زیادہ جانتا ہوں۔ مگر ان کی بناء پر ان کو ناقابلِ اعتبار قرار نہیں دیا جا سکتا جس طرح میں نے بتایا ہے کہ پرانے مفسرین کی کسی غلط بات کی بنیاد پر ان کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بعض ناواقف مجھ سے یہ بات سن کر کہ پرانے مفسرین نے فلاں بات غلط لکھی ہے کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ ان کو کیوں دریا میں رکھا گیا ہے مگر میں جب بھی کسی غلط بات کا علم حاصل کرکے وہ یہ الفاظ کہتے ہیں۔ ان کے احسان کو مانتا ہوں اور میری گردن ان کے بارِ احسان سے اٹھ نہیں سکتی۔ اگر وہ لوگ لغوی۔ صرفی۔ نحوی بحثیں نہ کرتے اور وہ ذخائر جمع نہ کر جاتے۔ اگر وہ اس قدر وقت صرف نہ کرتے تو آج ان باتوں پر ہمیں وقت لگانا پڑتا۔ پھر اگر ہم ان کے ممنون نہ ہوں تو یہ غداری اور ناشکری ہوگی۔ انہوں نے قرآن کریم کی ایسی خدمت کی ہے کہ اگر وہ آج ہوتے تو بے شک وہ اس احسان کی بھی قدر کرتے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذریعہ کیا ہے۔ مگر اس حصہ میں جو خدمت قرآن انہوں نے کی ہے۔ ہم بھی ان کی شاگردی سے دریغ نہ کرتے۔

پس ہمارے نوجوانوں کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ رضؓ کی عزت و احترام

ہر زور لگانا چاہیئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ جو کچھ کہیں اسے مان لیں۔ جو خود

بھی ہر بات کو نہیں مانتا۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ ناقابل اعتبار ہیں۔ اگر کوئی بات غلط ہے تو اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ممکن ہے کہ اس وقت راوی کی توجہ کسی اور طرف ہو۔ ممکن ہے اس نے ساری بات سنی نہ ہو۔ پھر یہ بھی ممکن ہے ساری بات سنی تو ہو مگر غلط سمجھی ہو مگر اس کی وجہ سے اسے ناقابل اعتبار نہیں کہا جا سکتا۔ ایسا کہنا فطرت کے مطالعہ کا فقدان ہے کہ جو بات بھی کوئی کرے وہ اسے ضرور سچ سمجھتا ہے۔ اور اگر وہ اسے درست طور پر بیان نہیں کر سکتا۔ تو وہ یا جھوٹا ہے یا جاہل۔ بڑے سے بڑا عالم اور بڑے سے بڑا راستباز بھی بعض اوقات کسی بات کو غلط سمجھ سکتا ہے۔ اور اس پر ایسے وقت آ سکتے ہیں۔ جب اس کی توجہ دوسری طرف ہو۔ اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ توجہ ہونے کے باوجود کوئی انسان کسی بات کو غلط سمجھے۔

اسی جگہ بات کا بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ قرآن کریم میں بھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی تصانیف میں بھی دو چار مقام ایسے ہیں کہ جو

نحوی کے عام مروجہ قواعد

کے خلاف ہیں۔ مگر قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے قادر الکلام بنایا تھا۔ اس لئے ایسی عبارات کو غلط نہیں کہا جا سکتا۔ جو قادر الکلام ہو۔ اس کا حق ہوتا ہے کہ جہاں چاہے کوئی دوسرا قاعدہ جاری کر دے۔ مگر یہ استثناء کے طور پر ہے۔ اس کے بالمقابل بہاء اللہ نے عربی میں جو کتابیں لکھی ہیں۔ وہ ادبی لحاظ سے بہت غلط ہیں۔ وہ استثناء کے ماتحت نہیں آ سکتیں۔ اسی طرح اس زمانہ کے بعض ملہم ہیں وہ بھی اپنے غلط عربی الہامات کے متعلق یہی استثناء پیش کر دیتے ہیں۔ مگر ان کا یہ حق نہیں کہ کوئی نیا قاعدہ جاری کریں۔ قادر الکلام کی غلطی امر دیگر ہے اور جاہل کی اور۔ ایک ڈاکٹر کے ہاتھ سے بھی مریض مر جاتے ہیں۔ اور عطائی کے ہاتھ سے بھی۔ مگر ڈاکٹر جسے مارتا ہے۔ سائنس سے مارتا ہے۔ اور عطائی جہالت سے مارتا ہے۔ کوئی ڈاکٹر یا کسی فن طب کا واقف شخص

اگر غلطی بھی کرے گا۔ تو وہ سائنس کے ماتحت ہو گی۔ مگر عطائی کی غلطی جہالت کے ماتحت ہو گی۔ ڈاکٹر کے ہاتھ سے کسی کا مرنا اتفاقی امر ہو گا۔ لیکن ناواقف کے ہاتھ سے کسی کا صحت یاب ہونا اتفاقی امر ہو گا۔ تو جن لوگوں کو

انبیاء کی صحبت

حاصل ہوتی ہے۔ ان سے بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ مگر وہ اتفاقی ہوتی ہیں۔ اور غلطی کے امکان کے باوجود یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں۔ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہی نہیں۔ اسے اگر کہا جائے کہ آپ کے زمانہ کی تاریخ لکھو تو وہ کیا لکھ سکتا ہے۔ وہ بھی لازماً ان لوگوں کے پاس جانے پر مجبور ہو گا۔ پس کسی بات کی وجہ سے انہیں غیر مستند اور ناقابلِ اعتبار قرار دینا درست نہیں۔ غلطی کا ہونا اور بات ہے۔ اور غلط کار ہونا اور بات ہے۔ ہم کسی بڑے سے بڑے موقع کے متعلق بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ کفر کی بات ہے مگر اس کی وجہ سے اسے کافر نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح کسی بات کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ واقعات اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ مصنف ناقابلِ اعتبار اور غیر مستند ہے۔

(الفضل ۱۴ اگست ۱۹۶۱ء)

درخواستہائے دعا

۱۔ مولوی عبداللہ صاحب سابق مبلغ کشمیر عوارض کے باعث بیمار ہیں۔ اور آجکل منتل ہسپتال سرینگر میں بغرض علاج داخل ہیں۔ تمام درویشان کرام اور احباب جماعت سے موصوف کی کامل و عاجل شفا یابی کے لئے استدعا ہے۔

طالب دعا ملک عبدالکریم آسنور کشمیر

۲۔ خاکسار کے ایک مخلص احمدی دوست ماسٹر عبدالرزاق صاحب کے دو بچے عبدالحفیظ و ظفر عرصہ سے بعارضہ بخار بیمار چلے آ رہے ہیں۔ تمام احباب جماعت و بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ میاں دونوں بچوں کو کامل شفا بخشے۔ آمین۔

خاکسار عبدالغنی میر
سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ

۳۔ سید سہیل احمد صاحب سی۔ ایس۔ پی رخصت پر رانچی تشریف لے گئے ہیں بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے اپنی روحانی جسمانی ترقیات اور ایک محکمانہ امتحان میں کامیابی

موصوف کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر انہوں نے ... روپے درویش فنڈ میں بھی ادا کئے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار
عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
ماچی (بہار)

ایک اپیل اور اس کا جواب

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
(مقیم مدراس)

مدراس کے ایک متلاشی حق دوست جناب ابوسعید عبدالقادر صاحب مہاجر نے تحقیق حق و صداقت کے لئے علماء کرام سے ایک دردمندانہ اپیل کے عنوان سے مندرجہ ذیل اپیل بصورت اشتہار شائع کی ہے:۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ

وَلَا تَکْتُمُوا الشَّھَادَۃَ وَمَنْ یَّکْتُمْھَا فَاِنَّہٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ (بقرہ ع ۳۹)

ترجمہ:۔ اور تم گواہی کو مت چھپاؤ اور جو اس کو چھپائے تو یقیناً اس کا دل گنہگار ہے۔

تحقیق حق و صداقت کے لئے
علماء کرام سے ایک دردمندانہ اپیل

برادرانِ اسلام۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

خاکسار ایک علمی خاندان کا فرد ہے اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے باحیثیت اور خوش حال ہے لیکن خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کے لئے دل میں ہر لحظہ ایک اضطرار سا رہتا ہے مسلمانوں کی موجودہ دگرگوں حالی اور دین سے بے اعتنائی کو دیکھ کر اس جذبہ کو بروئے کار لانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، اپنے احباب کی مجالس میں بھی کئی مرتبہ یہ معاملہ زیرِ بحث آیا۔ مگر اشاعتِ اسلام کا کوئی خاطر خواہ پروگرام طے نہ ہو سکا۔ ہاں البتہ میرے خیال میں اگر کوئی جماعت منظم طور پر اس وقت دنیا میں تبلیغِ اسلام کرتی ہوئی نظر آتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے۔ میں اس جماعت میں فی الحال شامل تو نہیں ہوں اور نہ ہی اب تک میں نے کوئی بیعت کی ہے۔ مگر حق و صداقت کا متلاشی ہونے کی وجہ سے اس جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بعض کتب اُن کے دعاوی اور جماعت کے تبلیغی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس جماعت کے عقائد و مسلک کے بارے میں کماحقہٗ علم حاصل کروں اور کسی آخری فیصلہ پر پہونچنے سے قبل اپنے مکان پر اپنے خرچ سے چند تحقیقی مجالس منعقد کروں۔ جن میں غیر احمدی علماء اسلام اور جماعت احمدیہ کے علماء سے بالمشافہ و بالمقابل اُن کا اپنا اپنا نقطۂ نگاہ و لفظاً خیال سنوں۔ تاکہ یہ معلوم کر سکوں کہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ کس جماعت کے عقائد و مسلک کی تائید کرتے ہیں اور حق و صداقت کس طرف ہے۔ اس لئے میں جماعت احمدیہ اور دیگر مسلم جماعتوں کے علماء کرام سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ جو عالم دوست اس کارِ خیر میں اپنا قیمتی وقت دے سکتے ہیں وہ مجھے آئندہ ماہ یعنی اگست کی آخری تاریخ تک اس بات کی اطلاع دے کر ممنون فرمائیں تاکہ اس کے بعد دوستانہ ماحول میں باہمی تبادلۂ خیالات کا کوئی پروگرام بنایا جا سکے۔ اور ان تحقیقی علمی اور دینی مجالس سے نہ صرف میں بلکہ میرے جیسے اور متلاشیانِ حق بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ اور چونکہ یہ علمی مجالس دینی مفاد کیلئے ہوں گی۔ لہٰذا جن اصحاب کو تحقیق حق کا شوق ہو گا اور وہ ان مجالس میں بحیثیت سامعین شریک ہونا چاہیں گے تو انہیں قبل از وقت تحریری طور پر مجھ سے اجازت لینی ہو گی تاکہ یہ مجالس پُرامن اور خوشگوار فضا میں ہوں۔ مجھے امید ہے کہ علماء کرام میری اس دردمندانہ اپیل کا جواب دیکر عند اللہ ماجور ہوں گے اگر علماء کرام نے میری اس اپیل پر توجہ نہ فرمائی تو اللہ تعالےٰ کے حضور اس کی تمامتر ذمہ داری ان پر عائد ہو گی۔ بکرار ان سے التماس ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر میرے اشتہار کے جواب باصواب سے مجھے جلد از جلد ممنون فرما کر صحیح راستہ کی طرف میری رہنمائی فرمائیں تاکہ میری بے چین روح کو قرار حاصل ہو۔ بیرون شہر سے جو علماء ان مجالس میں حصہ لینا چاہتے ہیں ان کے واسطے خاکسار اپنے مکان میں اُن کے سکونت اور خورد و نوش کا انتظام کرنے کے لئے تیار ہے۔

الداعی الی الخیر

ابوسعید عبدالقادر (مہاجر و ریٹائرڈ ایگزامنر۔ مدراس کسٹمس)

رہائش گاہ نمبر ۲ کرشنا پا مدلی۔ ترپلیکن۔ چیپاک، مدراس ۵

No. 2, Krishnappa Mudali Street
Triplicane Chepauk, Madras. 5.

اپیل کا جواب

میں مکرم مہاجر صاحب کو اطلاع دیتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے احمدی علماء ان شاء اللہ شریک ہوں گے۔ جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے وہ ہر ایسی علمی اور تحقیقی مجلس کا خیر مقدم کرتی ہے جو اعتقادی حق کیلئے منعقد کی جائے۔ خدا کرے کہ جناب مہاجر صاحب کی تمناؤں کے مطابق یہ علمی مجلس منعقد ہو۔ اور اچھے نتائج پیدا ہوں۔

خاکسار شریف احمد امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

تیرہ سال بعد پھر اپنے وطن میں

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم مدراس

تقسیم ہند و پاکستان کے تیرہ سال بعد مجھے اپنے وطن بنگہ ضلع جالندھر جانیکا موقعہ ملا۔ میں تبلیغی دورہ کے سلسلہ میں سرینگر میں ہی تھا کہ تیرہ سال سے اپنے ایک عزیز دوست چوہدری بلبیر سنگھ صاحب بی اے کو لکھا کہ وہ مجھے قادیان آکر ملجائیں۔ لیکن جب میں ۱۹ اگست کو قادیان پہنچا تو اُن کا میرے نام تار آیا کہ میں خود بنگہ آجاؤں تاکہ ان سے اور دیگر دوستوں کی ملاقات ہو جائے۔ میں نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور ۲۰ اگست کی صبح کو بنگہ روانہ ہو گیا اور اپنے ہمراہ انگریزی۔ اردو۔ ہندی اور گورمکھی کا لٹریچر بھی لے گیا۔ اور قریباً ۲ بجے وہاں پہونچ گیا

بنگہ ضلع جالندھر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہی جماعت قائم تھی اور وہاں پر جماعت کی اپنی ایک پختہ مسجد اور مدرسہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے افراد جماعت کی تعداد بھی اچھی تھی مگر افسوس کہ تقسیم ہند کے بعد حالات کی مجبوری سے سب مسلمانوں کو وہاں سے ہجرت کرکے پاکستان جانا پڑا۔

اب میں تیرہ سال کے بعد جو وہاں پہنچا تو دیکھا کہ حالات کافی بدل چکے ہیں۔ شہر نے علمی اور تجارتی اعتبار سے کافی ترقی کی ہے۔ تین ہائی سکولوں کے علاوہ ایک کالج بھی کھل گیا ہے۔ اب مقامی ہندو اور سکھ بھائیوں میں مسلمانوں کے خلاف منافرت کا وہ جذبہ نہیں جو تقسیم ہند کے وقت تھا۔ میں دو دن اپنے دوست چوہدری بلبیر سنگھ صاحب کے مکان پر ہی قیام پذیر رہا اور قیام کے دوران میں متعدد ہندو اور سکھ احباب سے ملنے کا موقعہ ملا۔ اُن کی خدمت میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر پیش کیا جسکو انہوں نے بخوشی قبول کیا اور زبانی بھی جماعت کے اصولوں کی وضاحت کی اور اس طرح تبلیغ کا کافی موقعہ ملا۔ بنگہ میں پولیس کا تھانہ بھی ہے وہاں بھی گیا اور افسران پولیس کی خدمت میں بھی جماعت کا لٹریچر پیش کیا۔ وہ بھی محبت سے پیش آئے۔ جب ہمارے غیر مسلم احباب کو اس کا علم ہوا کہ میں تو مدراس (ہندوستان) میں ہی بطور مبلغ کام کرتا ہوں تو انہوں نے بار بار خواہش کی کہ میں جب کبھی قادیان آؤں تو اپنے وطن بنگہ ضرور آیا کروں اسطرح باہمی تعلقات محبت خوشگوار رہتے ہیں ۔۔۔ میں مکرم چوہدری بلبیر سنگھ صاحب بی اے سردار دھن سنگھ صاحب و پنڈت خوشی رام صاحب ڈاکٹر کے سی کپور صاحب ایم لالہ منشی رام صاحب سابق پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی اور افسران پولیس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری ہر طرح خاطر و مدارت کی۔ اور میرے آرام و آسائش کا خیال رکھا اور میں اپنے عزیز دوست کے گھر ایسا محسوس کرتا تھا کہ گویا میں اپنے گھر میں ہوں۔ اور یہ سب ان کی محبت کی ۲۲۴

اسلام میں اجتماعیت کا تصور

از محمد عمر صاحب مالاباری۔ متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

(۲)

ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی اجتماعات کو چھوڑ کر دیگر اکثر اجتماعات میں سوائے اُچھل کود یا شور و غوغا حتیٰ کہ بعض اوقات اخلاق سے گری ہوئی حرکات کے اور کوئی بات نہیں ہوتی۔ اس کا نتیجہ ہے کہ دنیا دن بدن اخلاقی گراوٹ کی طرف جا رہی ہے۔ اور اخلاقی قدروں کی کمی کے باعث ہر ایک قوم تنزل و انحطاط کے گڑھے میں گرتی جا رہی ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اسلامی اجتماعات پر نظر کیجئے۔ اس میں سوائے وعظ و نصیحت، ذکر الٰہی، عبادات اور خدمت خلق کے کاموں اور باہمی تعاون کی تلقین کے کوئی اور بات نہیں پائی جاتی اور لطف یہ کہ ایسے اجتماعات کبھی کبھار نہیں رکھے گئے۔ بلکہ ان میں سے بعض تو یہ جیسی گھنٹہ میں پنج بار ہیں۔ اسی طرح بعض ہفتہ وار اور بعض ایک خاص مدت کے بعد اور بعض سالانہ حتیٰ کہ بعض عمر میں ایک دفعہ مقرر کئے گئے ہیں۔ اور پھر محلہ شہر اور ملک حتیٰ کہ ساری دنیا کی اجتماعیت کو چھوٹے دائرہ سے شروع کر کے وسیع سے وسیع دائرہ میں لا کھڑا کیا ہے۔

اسلامی اجتماعیت کی سب سے بڑی مثال حج ہے۔ جبکہ مقررہ جگہ پر مقررہ تاریخوں میں دنیا بھر کے مختلف ممالک کے لوگ۔ مختلف زبانیں بولنے والے، مختلف رنگوں والے۔ دنیا کے کونے کونے سے وادیٔ بطحا میں جمع ہو جاتے ہیں۔ وہ سب کفن کی مانند دو سفید چادروں میں ملبوس بیت اللہ کے گرد دیوانہ وار گھومتے ہیں۔ ان کے دلوں میں کسی قسم کے امتیاز کا خیال نہیں گذرتا۔ اس عظیم الشان موقعہ پر بھی ایک بے نظیر اور بے مثال اجتماعیت کا تصور نمایاں ہے۔

٭ ٭ ٭

اسلامی اجتماعیت کے نظریہ کی بنیاد عدل و انصاف اور حقوق کی حفاظت پر رکھی گئی ہے۔ اسلام نے زکوٰۃ و صدقات وغیرہ کے ذریعہ امیر و غریب کے درمیان ایک حد تک مساوات قائم کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ نیز دولت کو ایک جگہ جمع کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ بات سوسائٹی میں فتنہ و فساد پیدا کرنے کا موجب ہے اس کے بارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ والذین یکنزون الذھب و الفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکویٰ بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم۔ ھٰذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔ (سورہ توبہ)

یعنی وہ لوگ جو سونا اور چاندی بطور خزانہ جمع کر کے رکھتے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خبر دو۔ قیامت کے روز اس جمع کردہ سونا اور چاندی کو جہنم کی آگ میں پگھلایا جائے گا پھر اس سے ان کے ماتھے اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغ دیئے جائیں گے اور یہ کہا جائے گا کہ یہ سزا تمہیں اس لئے دی جا رہی ہے کہ تم صرف اپنے خزانوں کے لئے اور اپنی ہی ضروریات کے لئے مال جمع کیا کرتے تھے۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے جہاں مال جمع کرنے سے منع فرمایا۔ وہاں ضرورت مندوں کے لئے مال خرچ کرنے کا بھی تاکیدی حکم دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا کہ واٰتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب۔ یعنی اپنے مال باوجود اس کی محبت کے رشتہ داروں یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور حاجتمندوں کے لئے خرچ کیا کرو۔ حضرت نبی کریم صلعم نے بھی صدقات و خیرات پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ

ان اللہ قد فرض علیھم صدقۃً تؤخذ من اغنیاءھم فترد الیٰ فقراءھم

یعنی خدا تعالیٰ نے صدقہ و خیرات لوگوں پر فرض کیا ہے تاکہ مالداروں سے لے کر محتاجوں کو دیا جائے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلافت کے عہدہ پر متمکن ہوئے تو سب سے پہلے انہوں نے جو تقریر کی اس میں بھی آپ نے اس بات پر زور دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

اَلَا اِنَّ اَقْوَاکُمْ عِنْدِی الضَّعِیْفُ حَتّٰی اٰخُذَ الْحَقَّ لَہٗ وَاَضْعَفَکُمْ عِنْدِی الْقَوِیُّ حَتّٰی اٰخُذَ الْحَقَّ مِنْہُ۔

یعنی تم میں سے سب سے زیادہ قوی میرے نزدیک سب سے زیادہ ضعیف اور کمزور ہوگا جب تک کہ میں ان سے حق نہ لے لوں اور اسی طرح تم میں سے سب سے زیادہ ضعیف میرے نزدیک سب سے زیادہ قوی ہوگا جب تک میں اس کو اپنا حق نہ دیدوں

اس طرح اسلام نے ہر طبقہ کے حقوق تسلیم کر کے اُن کی محافظت کی گارنٹی دی ہے۔

٭ ٭ ٭

علاوہ ازیں اجتماعیت میں خلل ڈالنے والے امور اور اس میں رکاوٹ پیدا کرنے والی باتوں سے خدا تعالیٰ نے خاص طور پر منع فرمایا اور ساتھ ہی اس کو مستحکم کرنے کے ذرائع بھی بتائے ہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم (انفال)

یعنی تم خدا اور اس کے رسول کی پوری پوری اطاعت کیا کرو اور آپس میں جھگڑا مت کیا کرو جس کے نتیجہ میں تم کمزور پڑ جاؤ اور تمہاری طاقتیں جاتی رہیں۔

نیز خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

یا ایھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منھم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیراً منھن۔ ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان۔ ومن لم یتب فاولٰئک ھم الظالمون۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا۔ ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً فکرھتموہ۔ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم۔ (سورۃ الحجرات)

یعنی اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو اور نہ (کسی قوم کی) عورتیں دوسری (قوم کی) عورتوں کو حقیر سمجھ کر ان سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں ممکن ہے کہ وہ (دوسری قوم یا حالات والی) عورتیں ان سے بہتر ہوں اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے یاد کیا کرو کیونکہ ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانا ایک بہت ہی بُرے نام کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اور جو بھی توجہ نہ کرے وہ ظالم ہوگا۔

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں۔ اور تجسس سے کام نہ لیا کرو۔ اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ (اگر تمہاری طرف یہ بات منسوب کی جائے) تو تم اس کو ناپسند کرو گے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے

یہ تمام ایسی باتیں ہیں جو کہ اجتماعیت کو نقصان پہنچانے والی ہیں۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے ان باتوں سے بچنے کا حکم فرمایا ہے۔

٭ ٭ ٭

اسلام کی پیش کردہ اجتماعیت کی وجہ سے اوائل زمانہ میں اسلام کو جو ترقی اور وسعت حاصل ہوئی تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ایک قلیل عرصہ میں اسلام کو اتنی ترقی اور کامیابی حاصل ہوئی کہ وہ دیگر حکومتوں اور قوموں کے لئے نمونہ کا کام دیتی تھی۔ اور قیصر و کسریٰ جیسی بڑی بڑی حکومتیں بھی اسلام کے ماتحت آ گئی تھیں یہ حالت صرف اور صرف اسی روحانی اجتماعیت کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی۔

اگرچہ موجودہ زمانہ کے مسلمان اسلام کے صحیح تصور اجتماعیت سے دور جا پڑے ہیں۔ مگر آج بھی دنیا میں ایک ایسی جماعت موجود ہے جو اسلام کی پیش کردہ اجتماعیت کو صحیح رنگ میں عملاً پیش کر رہی ہے۔ اور وہ جماعت احمدیہ ہے جس کا ایک واجب الاطاعت رہنما ہے۔ ایک مرکز اور ایک مضبوط تنظیم ہے۔ جماعت احمدیہ نے اپنے امام کی محبت اور اس کی اطاعت اور وفاداری کا بے نظیر نمونہ قائم کیا ہے اور اپنے ہر تبلیغی و تربیتی پروگرام کو اس کے منشاء کے مطابق چلا کر الامام جُنّۃ یقاتل

من دورائہ یعنی امام ایک ڈھال کا حکم رکھتا ہے۔ اور مومنوں کو اسی ڈھال کے پیچھے رہ کر لڑنا چاہیئے کے ارشاد نبوی کی اسی قدر اقتداء کی گویا وہ ایک بنیان مرصوص ہے۔

اجتماعیت کے لئے جس طرح ایک واجب الاطاعت امام کی ضرورت ہے اسی طرح اس کا ایک ارضی مرکز بھی ہونا لازمی ہے۔ یعنی ایسا صدر مقام جو تمام لوگوں کی توجہ گاہ ہو اور ان کے لئے ہدایت کا منبع ہو اور ان کو انتشار سے بچانے والا اور ان کی ذمہ داریوں کے احساس کو زندہ رکھنے والا ہو۔

سو یہ باتیں جماعت احمدیہ میں پائی جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ آج جماعت احمدیہ کو باوجود قلت تعداد و سامان کے بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے۔ اور جو رعب اور دبدبہ اس جماعت کو دنیا میں حاصل ہے وہ دیگر کروڑوں مسلمانوں کو حاصل نہیں۔ جماعت احمدیہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی جا رہی ہے اور دنیا کے کناروں تک اس کی آواز گونج رہی ہے۔ اور اپنے اور بیگانے اس کی اجتماعیت کو سراہ رہے ہیں۔ چنانچہ ایک مشہور مسلم لیڈر چوہدری محمد ابراہیم صاحب فیروزپوری جماعت احمدیہ کی مضبوط تنظیم کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ:-

"میں نے ایک اور بات جسے غور کے ساتھ دیکھا وہ یہ تھی کہ سارا گروہ سارا سلسلہ سارا ہجوم سارا انبوہ اس پاک نفس خلیفہ کی چھوٹی انگلی کے اشارہ پر چل رہا ہے۔ ہر شخص سر تسلیم خم کرتا ہوا اور اپنے امام کی محبت میں سرشار ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ جہاں دیکھو خلیفہ کی محبت و ایثار نفسی کا دریا۔ اگر ہم اپنی تنظیم پر نظر ڈالیں تو شرم سے منہ چھپانا پڑتا ہے۔ میں جو اس امر کا ذاتی تجربہ رکھتا ہوں کہوں گا کہ سلسلہ احمدیہ کی تنظیم کے مقابلہ میں ہمارا حصہ عشر عشیر بھی نہیں مجھے کئی انجمنوں اور سوسائیٹیوں کی پریذیڈنٹی اور سیکرٹری شپ کا موقعہ ملا ہے مجھے معلوم ہے۔ اچھی طرح معلوم ہے کہ کہاں تک ہماری جماعتیں کہاں تک اپنے امیر جماعت کی بات مانتے اور احکام پر سر جھکاتا ہیں آتا ہے مجھے جس بات پر لرزہ پیدا ہو گیا وہ اس کے ادنیٰ اشارہ کی عظیم قوت تھی جس سے معلوم کرنے والا معلوم کر سکتا ہے کہ آئندہ آپ کے زبردست اشاروں اور احکام کا آپ کی جماعت پر کیا اثر اور کیا ہیبت ہوگی"۔

(تاثرات قادیان ص ۱۸۵)

اسی طرح ایک سکھ نیتا سردار ارجن سنگھ جی لکھتے ہیں کہ

"احمدیوں کے نزدیک خلیفہ کا ہر حکم ماننا ضروری ہے۔ خلیفہ جو کچھ کہہ دے وہ ان کے لئے قانون بن جاتا ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ سارے ہندوستان میں ایسا کوئی مذہبی یا سیاسی ریفارمر نہیں ہے جس کے حکموں کو اس کے مرید اس طرح مانتے ہیں۔ جس طرح خلیفہ قادیان کے حکموں کو احمدی تسلیم کرتے ہیں اور یہی خصوصیت ہے جس کی وجہ سے یہ گروہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ خلیفہ کی ہر آواز کی تعمیل کے لئے آپ کے مرید ہر وقت تیار ہیں اور خلیفہ کے حکم پر جانوں تک کی بلیدان پیش کرنے کو احمدی اپنی خوش نصیبی اور نیکی کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ یقیناً یہ نظارہ بے حد حیرت اور دلچسپی کا موجب ہے اور ہم کو یقین ہے کہ جب تک اس گروہ میں حکم برداری اور تنظیم اور اجتماعیت کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگرچہ مولوی صاحبان اور اخباران کی مخالفت میں اپنی تمام قوتیں اور طاقتیں صرف کرتے ہیں مگر یہ گروہ دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ اور مخالفت کا کوئی اثر ان لوگوں پر نہیں پڑ رہا۔ یہ اتفاق کی برکت، اور یہ ہے سنگھٹن اور اتحاد کا نتیجہ"۔

(تاثرات قادیان ص ۱۷۷)

غرض جماعت احمدیہ کی اس اجتماعیت کا ہر ایک کو اعتراف ہے۔ اس اجتماعیت کا نمونہ خود میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ۱۹۵۷ء میں جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ میں منعقدہ جلسہ سالانہ میں جو نظارہ میں نے دیکھا وہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ جماعت احمدیہ پر کامیابی و کامرانی کا سورج کبھی غروب نہیں ہو سکتا۔ اس جلسہ میں جب حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنی تقریر ختم کی اور بیٹھ گئے تو تمام کے تمام حاضرین جو کہ ۷۵ اور ۸۰ ہزار کے درمیان تھے جلسہ گاہ سے اٹھ کر جانے لگے جس کے نتیجہ میں گرد و غبار اڑنے لگا تو آپ نے اپنی انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے حکم دیا کہ آپ لوگ بیٹھ جائیں۔ اور میرے جانے کے بعد اٹھنے کی کوشش کریں۔ یہ آواز کانوں میں پہنچنے کی دیر تھی۔ وہ تمام کے تمام لوگ جو کہ اسی ہزار کے قریب تھے اس طرح بیٹھ گئے گویا کہ کوئی اٹھا ہی نہ ہو۔

یہ وہ اجتماعیت کا نمونہ ہے جس کو اسلام نے پیش کیا اور جماعت احمدیہ بھلا دنیا کو دکھا رہی ہے۔

غرض اسلام جس قسم کی اجتماعیت دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے وہ عالمگیر ہے اسلام نے اس اجتماعیت سے نہ کسی قوم کو باہر رکھا ہے بلکہ نہ کسی فرد کو چھوڑا۔ اس نے تمام بنی نوع انسان کو ایک سلک میں منسلک کرنے کے لئے ایک ہی واحد لاشریک لہ خدا ایک ہی کتاب اور ایک ہی رسول کو اور ایک ہی تنظیم کو پیش کیا جس کے بغیر وہ اجتماعیت جس کی آج تمام عالم کو ضرورت ہے قائم نہیں رہ سکتی۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے منور کر دے اور اسلام کی پیش کردہ تنظیم اور اجتماعیت کے ساتھ وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام اسلامی دنیا کو اس اجتماعیت کے ساتھ اخلاص، محبت اور اطاعت کی تاروں کے ساتھ باندھے آمین۔

منقولات

کیا اسلام افریقہ کیلئے خطرہ ہے؟

انجمن امریکی محبان مشرق وسطیٰ ایک ماہوار "خبرنامہ" شائع کرتی ہے۔ اس میں ایک کالم "سوال یہ ہے" کے زیر عنوان کسی سوال کو موضوع بنا کر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ چنانچہ اپنی اشاعت مئی ۱۹۶۰ء میں اس سوال پر گفتگو کی گئی ہے کہ

"کیا اسلام افریقہ کے لئے خطرہ ہے"

اس سوال کا جو جواب خبرنامہ کے ڈائرکٹر آف ریسرچ اور پبلیکیشن نے دیا ہے۔ اس کے آغاز کا حصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ فهو هذا۔

"حال ہی میں ایک مشہور پادری نے ذرا خطرہ کے طور پر کہا ہے کہ افریقہ میں عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام بہت زیادہ اور بہت تیزی سے ترقی کر رہا ہے بعض اخبارات نے بھی اپنے ایڈیٹوریلز میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ یہ بات افریقہ کے "مستقبل" کے لئے خطرہ ظاہر کرتی ہے کیونکہ اس سے افریقہ میں اشتراکیت کا راستہ صاف ہوگا"۔

اس کے بعد ڈاکٹر مذکور رقمطراز ہیں کہ

"یہ خوف کہ اسلام افریقہ میں غالب آ رہا ہے کوئی نیا نہیں ہے ۱۸۴۰ء میں ایک جرمنی ڈاکٹر جوہان لڈوگ کرپف نے جو ایبے سینیا انگلستان کی چرچ مشنری سوسائٹی کی ملازمت میں کام کر رہے تھے یہ تجویز پیش کی تھی ابی سینیا سے لیکر افریقہ کے مغربی ساحل تک صحرا کے عین جنوب میں عیسائی مشنوں کی ایک قطار لگا دی جائے۔ ان کے خیال میں یہ چیز اسلام کے حملہ کو افریقہ میں بڑھنے سے روک دیگی آپ اس تجویز کو اتنا اہم سمجھتے تھے کہ آپ کا خیال تھا کہ اس وقت تک باقی تمام مشنری کام اس تجویز کو جاری رکھنے کیلئے ترک کر دیا جائے جب تک یہ مشنری سد سکندری کی تعمیر مکمل نہ ہو جائے ان کی تجویز پر کبھی عمل نہیں ہو سکا"۔

جرمن پادری نے ۱۸۴۰ء میں یہ خطرہ اسلئے محسوس کیا تھا کہ چونکہ شمالی افریقہ میں اسلام پھیلا ہوا ہے ہو سکتا ہے کہ بڑھتے بڑھتے اسلام کا دریا وسطی اور جنوبی افریقہ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے۔ اس وقت یہ خطرہ بڑی حد تک خیالی تھا مگر پادریوں کی منصوبہ بندی دیکھئے کہ اسی وقت انہوں نے یہ منصوبہ بنا لیا تھا کہ کسی نہ کسی طرح شمال سے اسلام کے حملہ کو روکا جائے۔ اگرچہ جرمن پادری کی تجویز پر کبھی عمل نہیں ہو سکا لیکن بعد ازاں عیسائی مشنوں نے تمام وسطی اور جنوبی افریقہ میں واقعی عیسائی مشنوں کے بڑے بڑے قلعے تعمیر کر لئے ہیں۔ اور آج افریقہ کے اس حصہ کا کوئی علاقہ ایسا نہیں جہاں عیسائی پادری چھائے ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا اعجاز ہے کہ آج ایک سو بیس سال پہلے جہاں جرمن پادری عیسائی مشنوں کا خط کھینچنا چاہتا تھا آج تقریباً اسی علاقہ میں مشرق سے لیکر مغرب تک جماعت احمدیہ نے اسلامی مشنوں کا ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے جس کی تفصیلات گاہ بگاہ شائع ہوتی رہتی ہیں۔

اس سے یہ بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ کو کس طرح عیسائی مشنوں کے مقابلہ سے ٹکرانا پڑ رہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کس طرح جماعت احمدیہ ان کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کر رہی ہے۔

معلوماتِ عامہ

انسان کبھی خلاء کی تسخیر میں کامیاب نہیں ہو گا

(سائنس ڈائیجسٹ کا ایک مقالہ)

انسان کبھی خلاء کی تسخیر میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ ایک ایسے دور میں جب انسان کے بنائے ہوئے راکٹ چاند سے بھی دس کروڑ میل آگے جانے کے قابل ہو گئے ہیں۔ اور خلائی سفر کی تیاریاں شروع کر دی گئی ہیں۔ یہ بیان بڑا مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے۔ لیکن بہر صورت یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا ہمارے آباؤ اجداد کو علم تھا۔ ہم نے آج اسے فراموش کر دیا ہے۔ اور ہمارے بعد آنے والی نسلیں بعد از خرابی بسیار ہی لیکن اس کی صداقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گی۔

ہم ایک عجیب و غریب دور سے گزر رہے ہیں۔ اس میں طرح طرح کے انوکھے واقعات پیش آ رہے ہیں، جن کا ہمیں سان و گمان نہ تھا۔ ان واقعات نے ہماری فکری صلاحیتوں کو بھی غیر معمولی طور پر متاثر کیا ہے اور ہم یہ سوچنے لگے ہیں کہ جو باتیں آج ہمیں معلوم ہوتی ہیں۔ انہیں آئندہ بھی اٹل صداقتوں کی حیثیت حاصل رہے گی

ہمارے دلوں میں یہ خیال بیٹھ گیا ہے۔ کہ چونکہ ہم نے اپنے سیارہ پر فاصلہ کو شکست دے دی ہے۔ اس لئے آئندہ بھی ایسا ہی کرتے رہیں گے۔ لیکن حقائق کچھ اور کہتے ہیں۔ اس بات کی صداقت ہم نے اس وقت زیادہ اچھی طرح محسوس کر سکیں گے۔ جب ہم حال کو فراموش کر کے ماضی کا جائزہ لینے کی کوشش کریں۔

ملک خدا تنگ نہ تھا

زمین کی وسعت کا احساس ہمارے آباء و اجداد کے ذہن پر اس شدت کے ساتھ حاوی تھا کہ ان کے خیالات اور قدم دونوں اس کے اندر محدود رہتے تھے۔ دور حاضر کے آغاز سے قبل واقعی ملک خدا تنگ نہ تھا مگر انسان پیدا ہونے پر مجبور تھا کہ وہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اس کے لئے چند سو یا چند ہزار میل بعد دنیا ختم ہو جاتی تھی۔ ابھی زیادہ دن کی بات نہیں ہے کہ جب کوئی شخص طویل سفر پر روانہ ہوتا تو اس کے اعزہ و اقرباء اسے کچھ اس طرح سے الوداع کہتے تھے جیسے وہ سفر آخرت پر جا رہا ہو۔ اور آئندہ اس کا دیدار نصیب نہ ہو سکے گا۔

اور اب دیکھتے ہی دیکھتے اس دنیا میں کتنا بڑا انقلاب آگیا ہے جن سمندروں کو ہم ناپیدا کنار کہا کرتے تھے انہیں اب ہیکل جیٹ طیارے چشم زدن میں عبور کر لیتے ہیں اور مصنوعی سیارے نگہبانی کی خدمات انجام دینے لگے ہیں۔ اب نفسیاتی یا جسمانی طور پر دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے۔ جہاں تک انسان نہ پہونچ سکا ہو۔ بعض لوگ نیا سبق سیکھنے سے ہمیشہ انکار کرتے ہیں۔ سالہا سال قبل ایسے افراد کا مذاق اُڑایا جاتا تھا جو یہ کہا کرتے تھے کہ انسان کبھی فضاؤں میں پرواز کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ اسی طرح دس یا پانچ سال ہی ہوئے۔ پہلے تک دوسرے سیاروں پر سفر کی باتیں سن کر دوڑ جاتا تھا۔ آج جو لوگ دوسرے سیاروں تک رسائی کے امکانات پر شک کا اظہار کرتے ہیں وہ بھی اس کج فہمی میں مبتلا ہیں۔ یہ لوگ دراصل ہمارے دور کا سب سے بڑا سبق سیکھنے سے انکار کرتے ہیں یعنی کوئی بات اگر نظریہ کی حیثیت سے درست ہو اور اس کو صحیح کر دکھانے کے راستہ میں سائنس کا کوئی بنیادی قانون حائل نہ ہو تو اسے جلد یا بدیر درست ثابت کر دکھایا جائے گا

ایک نہ ایک دن اس صدی میں یا ایک ہزار سال بعد ہم کوئی ایسا ذریعہ ضرور دریافت کریں گے کہ "خلائی جہاز" کامیابی کے ساتھ پرواز کرنے لگیں ہر نئی مشین اور ایجاد کو ہمیشہ اس کی انتہا تک پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے بشرطیکہ اس کا کوئی نعم البدل دریافت نہ کر لیا جائے۔ اور خلائی جہاز کی زیادہ سے زیادہ متوقع رفتار وہی ہو سکتی ہے جس سے روشنی سفر کرتی ہے۔

انسان غالباً اس حد تک کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ مگر توقع یہی ہے کہ وہ اس کے قریب تک ضرور پہونچ جائے گا اس کے بعد زمین سے قریب ترین ستارے تک سفر کے لئے پانچ سال درکار ہوا کریں گے۔ اس کے بعد ہمارے "خلائی جہاز" زمین کے ہر طرف پھیل جائیں گے کہ ہی حد ہوں گی بلکہ کئی سو حد یوں تک [illegible] سفر بھی ناممکن نہیں رہیں گے بعض تجربہ گاہوں میں انسان کی زندگی کو ساکت کرنے کے بعد اسے دوبارہ متحرک کر دینے کے تجربے کئے جا رہے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ دوسیاروں کے درمیان سفر میں یہ سب سے زیادہ مفید ثابت ہوں۔

نئی سرحدیں

دور حاضر میں انسان کے لئے بے پناہ امکانات کا جو دروازہ کھل رہا ہے اس کا سلسلہ شاید کبھی ختم نہ ہو ہم نے اپنی چھوٹی سی زمین پر فاصلہ ختم کر دیا ہے۔ لیکن وہ فاصلہ جو مختلف ستاروں کے درمیان حائل ہے شاید کبھی ختم نہ ہو سکے ہم ایک بہت چھوٹی سی دنیا سے نکل کر ایسی دنیا میں قدم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو ہمیشہ بہت بڑی رہے گی اور ہم اس کی ایک سرحد کو چھوڑنے میں جیسے ہی کامیاب ہوں گے ایک نئی سرحد ہمارے راستہ میں حائل ہو جائے گی۔

سب سے پہلے ہمیں اس چھوٹے سے شمسی نظام پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ مینرنگ نے پہلی بار زمین سے بیس کروڑ میل تک جا کر ایک غیر معمولی کارنامہ انجام دیا ہے اس نے زمین سے مریخ تک کے فاصلہ کا چوگنا فاصلہ طے کر لیا ہے جب ہم خلائی جہاز کے لئے جوہری توانائی استعمال کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو نظام شمسی سمٹ کر رہ جائے گا۔ اور اس کے سب سے زیادہ دور سیارے تک سفر میں بھی ایک ہفتہ سے زیادہ وقت نہیں لگے گا اور زہرہ اور مریخ تک پہونچنے میں تو صرف چند گھنٹے صرف ہوں گے۔ دوسری جانب ہم اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے کہ چاند کے مدار سے نکلنے یعنی محض ڈھائی لاکھ میل کا مختصر فاصلہ طے کرنے کے بعد ہمیں پہلی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا ہماری دنیا میں ٹیلی فون اور ٹیلی ویژن کا نظام بالکل غیر معمولی تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ اس کے لئے نئی نئی مشینیں ایجاد ہو رہی ہیں۔ اس کے باوجود دوسرے سیاروں پر رہنے والے لوگوں سے بات چیت کبھی ممکن نہیں ہوگی۔ موجودہ ریڈیائی آلات کی مدد سے بھی دوسرے سیاروں تک پیغامات بھیجنا ایک معمولی بات ہے۔ لیکن ایک سیارے سے دوسرے سیارے تک پیغامات پہنچنے میں کئی منٹ اور بعض اوقات کئی گھنٹے صرف ہو جاتے ہیں کیونکہ ریڈیو اور روشنی کی لہریں ایک ہی رفتار یعنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہیں ہمیں رسال بعد مریخ کے باشندوں کے پیغامات اس زمین پر سنے جا سکیں گے۔ وہاں سے کوئی پیغام زمین تک پہونچنے میں تین منٹ صرف ہوں گے۔

اسی طرح زمین سے کوئی پیغام وہاں تک تین منٹ میں پہنچ سکے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ دو مختلف سیاروں کے درمیان پیغامات کا تبادلہ تو ہو سکے گا۔ لیکن آپس میں باتیں نہیں کی جا سکیں گی۔ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ کائنات میں صرف ایک سورج نہیں ہے بلکہ ان کی تعداد ایک کھرب کے قریب ہے ہماری موجودہ دوربینیں ان کی صرف ایک چھوٹی سی تعداد مشاہدہ کر سکتی ہیں۔ اسی طرح ہماری زمین کے ستاروں کے جھرمٹ میں جتنے ستارے ہیں اتنے ہی جھرمٹ پوری کائنات میں موجود ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ان کی تعداد اس عدد کے مساوی ہے جو ایک کے دائیں جانب بیس صفر لکھنے سے بنتا ہے جس کائنات میں اتنے ہی جھرمٹ موجود ہوں کیا اس کی تسخیر میں انسان کبھی پوری طرح کامیاب ہو سکتا ہے اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنا دنیا بھر کے سمندروں کے کنارے ریت کے ذرات کا ایک ایک ذرہ اٹھا کر تفصیل کے ساتھ اس کا جائزہ لینا شاید زیادہ آسان ہو گا اس میں شک نہیں کہ خلا کے نقشے تیار کئے جا سکتے ہیں۔ ایک حد تک اس کی سرحدوں کو توڑنا بھی ممکن ہے۔ لیکن خلاء کی تسخیر شاید کبھی ممکن نہ ہو جب ہم اپنی ترقی کے عروج پر پہنچ جائیں گے اور کہکشاں کو بھی پامال کرنے کے قابل ہو جائیں گے اس وقت بھی اس کائنات کو تسخیر کرنے کی کوشش ان ننھی ننھی چیونٹیوں سے مشابہ ہو گی جو زمین پر رینگتی رہتی ہیں۔

چیونٹیاں دنیا پر پھیل تو ضرور گئی ہیں لیکن کیا انہوں نے دنیا کو فتح کر لیا ہے ان کی صفحہ ہستی پر کتنی بستیاں آباد ہیں۔ لیکن انہیں ایک دوسرے کے متعلق علم نہیں انسان خلاء میں پرواز کر سکتا ہے درست وہ سیاروں پر قدم جمائے گا۔ درست! لیکن کیا وہ خلاء کی اتھاہ اور لا انتہاء وسعتوں کو تسخیر کر سکے گا! مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں اس کا جواب نفی اور قطعی نفی میں ہے؟

(ماخوذ)

درخواستِ دعا

مکرم حکیم عبدالرحیم صاحب درویش قادیان چند یوم ہوئے اپنے عزیز رشتہ داروں کی ملاقات کے لئے لاہور گئے تھے ان کا ایک ہاتھ پہلے ہی مفلوج تھا۔ وہاں جب کہ ان پر دوبارہ فالج کا حملہ ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو گئے ہیں اور ان دنوں میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب درخواست ہے کہ حکیم صاحب موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں (ناظر امور عامہ قادیان)

جنم اشٹمی کی تقریب پر

بھدرواہ (کشمیر) میں ایک احمدی کی کامیاب تقریر

(مرتبہ خواجہ محمد یوسف صاحب ڈار معلم وقف جدید مقیم بھدرواہ کشمیر)

بھدرواہ ۲۴ راگست - آج مقامی ہندو مہاسبھا کے زیر اہتمام جنم اشٹمی کا تہوار منایا گیا۔ اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کو بھی اس تقریب میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ تین بجے سہ پہر کو ترال اقبال کرشن صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ بھدرواہ کی صدارت میں منعقدہ ایک جلسہ میں مکرم خواجہ محمد صدیق خاکی کو بھی تقریر کا موقعہ دیا گیا (موصوف اس جگہ رخصت گذارنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے)

مکرم خاکی صاحب نے بلند آواز سے تشہد و تعوذ کے بعد پہلے تو اس مبارک تقریب میں انہیں تقریر کا وقت دیئے جانے پر منتظمین کا شکریہ ادا کیا اور اس کے بعد آپ نے حضرت شری کرشن کی بلند شخصیت کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ بیان کرتے ہوئے کہا قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کہ ہر قوم و ملت میں اس نے اپنے ڈرانے والے بعض مصلح بھیجے۔ پھر فرماتا ہے کہ ولکل قوم ھاد۔ کہ ہر قوم میں اس نے اپنے ہادی بھیجے۔ ان ارشادات کو سامنے رکھ کر جب ہم حضرت کرشن علیہ السلام کی سوانح حیات اور ان کی تحقیق کرتے ہیں۔ تو ... وہ بھی اپنے وقت اور زمانہ کے نبی ... اس بات کی تصدیق کرنی ... کرشن جی مہاراج نبی تھے۔ ہمارے مخبر صادق حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں حضور نے فرمایا ہے کہ

کان فی الہند نبیًا اسود اللون اسمہ کاھنا۔

کہ مجھ سے پہلے بھی ہندوستان کے اندر ایک نبی آیا تھا جو کالے رنگ کا تھا اور اس کا نام کاہن (یعنی کنہیا) تھا۔ مسرار کہ خوبصورت شام گھٹا کی مانند ہے۔ ... اس اعتبار سے یہ حدیث حضرت کرشن علیہ السلام کی شناخت میں مشعل راہ کا کام دیتی ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ اس وقت جو قوم میرے سامنے ... بیٹھی ہوئی ہے ... جی مہاراج سے گہری عقیدت ہے اس امر سے ظاہر ہے کہ ان میں سے بہت سے ایسے دوست ہوں گے جن کے تعلق

ناموں کے ساتھ حضرت کرشن جی کے مبارک ناموں کو ملایا گیا ہوگا۔ مثلاً دیکھ لیں کسی کا نام کرشن لال ہے۔ کسی کا کنہیا لال اور کوئی شام لال کہلاتا ہے۔ اور کوئی شام سندر وغیرہ - اور یہ سب لوگ ایسے ناموں سے پکارے جانے میں گویا فخر محسوس کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض لوگ تو کاہن چند نام رکھانے میں بھی زیادہ خوشی ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس آج کوئی شخص اپنے لئے "کنس" نام پسند نہیں کرتا۔ یہ اس بات کی بین دلیل ہے۔ کہ کرشن جی مہاراج کی پرماتما کے نزدیک جو پوزیشن تھی وہ کنس کی باوجود حاکم وقت ہونے کے بھی نہیں تھی۔ اس لئے خدا نے اپنے نبی کا نام بلند کرنے کے لئے ایک قوم کے دل میں ان سے محبت و عقیدت کے جذبات پر کر دیئے ہیں۔ پس ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے ہم لوگ بلا طور پر کہتے ہیں۔ کہ جس طرح حضرت ابراہیم، موسیٰ، یعقوب، یوسف وغیرہ اپنے اپنے زمانہ کے نبی تھے۔ اسی طرح سے کرشن جی، رام چندر جی، گوتم وغیرہ بھی اپنے اپنے وقت میں اپنی قوم کے لئے خدا کی طرف سے نبی ہو کر مبعوث ہوئے تھے۔ ... نبی کی ... کا یہ ایک معیار ہے ... ادیں آپ کی مقبولیت نہیں ...

مکرم خاکی صاحب نے مہابھارت ... جنگ ... واقعات بیان کرتے ہوئے کہا اپنے موقع پر حضرت کرشن جی مہاراج کو غیر معمولی فتح و نصرت خدائی ... تائید کے باعث حاصل ہوئی۔ اور قرآن کریم میں ... اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے ... اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہتے ہیں

تقریر جاری رکھتے ہوئے جناب خاکی صاحب نے حضرت کرشن جی کی پیدائش کے وقت کے غیر معمولی واقعات کا تذکرہ کیا۔ اور بتایا کہ محض خدائی حفاظت کے سبب سے مخالفین کی آپ کو ہلاک کرنے کی سب مخالفانہ کوششیں ناکام رہیں۔

بعض لوگوں کی غلط فہمیاں دور کرتے ہوئے خاکی صاحب نے کہا کہ بعض کوتاہ اندیش مسلمان اس وقت تک اپنی غلط فہمی کی وجہ سے میری نسبت یہ گمان کرنے ہوں گے کہ میں کرشن جی مہاراج کی نسبت یہ معیار تمام کرنے میں ہندوؤں

خوشامد کر رہا ہوں۔ کیونکہ احمدی ہونے کی صورت میں اس قسم کی تعلیم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اختراع خیال کیا جاتا ہے۔ مگر یہ ان لوگوں کی بھول ہوگی۔ بے شک مجھے یہ معلومات حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تعلیم کی پیروی سے ہی حاصل ہوئی۔ مگر میں ان مسلمانوں پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ خیال پیدا کرنا ان کے اپنے ہی قصور علم کا باعث ہے۔ کیونکہ یہ عقیدہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ حضور کے تقریباً تین صد سال قبل مسلمانوں کے بہت بڑے بزرگ اور گیارھویں صدی کے مجدد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ جن کی میں اس وقت ترجمانی کر رہا ہوں۔ چنانچہ مجدد صاحب نے اپنے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ

"اگلی امتوں میں جب ہم غور کرتے ہیں تو کم ہی کوئی ایسا ملک پاتے ہیں جہاں کوئی پیغمبر مبعوث نہ ہوئے ہوں حتیٰ کہ ...... اس ملک ہند میں بھی کئی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں"

(مکتوبات امام ربانی صفحہ ۲۵۹)

اسی طرح اور ایک بزرگ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ جو گذشتہ ہندوستان میں مشہور ولی اللہ ہیں۔ وہ بھی اپنی کتاب "ارشاد رحمانی" میں اپنے ایک کشف کا ذکر کرکے اس کی تعبیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"قرآن شریف میں آیا ہے کہ ہر بستی میں ہدایت کرنے والا گذرا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہندوؤں میں بھی کوئی ہادی گذرا ہوگا۔ ... چونکہ کنہیا میں ذوق و شوق کا غلبہ تھا اس لئے وہ عشق و محبت کی آگ میں جلتا ہوا نظر آیا۔ اور رام چندر جی مہاراج پر سلوک غالب تھا۔ جذب کو طے کر چکا تھا۔ اس لئے وہ آگ کے کنارے پر نظر آیا"

(ارشاد رحمانی صفحہ ۴۳)

تقریر کے آخر میں خاکی صاحب نے کہا کہ یہ اسلام ہی کی امتیازی شان ہے۔ کہ اس نے تمام مذاہب کے پیشواؤں کا اصولی ذکر کرکے ... ان کی شناخت کا آسان طریقہ سکھایا۔ اور سبھی مسلمانوں کو تمام پیشوایان مذاہب کی عزت و احترام کا سبق دیا۔

بانئ اسلام صلعم کی مبارک تعلیم کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ آپ پر ایمان لانا اسی وقت مکمل ہو سکتا ہے جب ان تمام انبیاء پر ایمان لایا جائے۔ جن پر غیر اقوام انفرادی طور پر ایمان رکھتی ہیں۔ اسلام کی اس مایۂ ناز اور صلح کل تعلیم کو آج جملہ مذاہب کے سنجیدہ لوگ اپنانے پر پیش پیش نظر آتے ہیں۔ اور انہیں خوبیوں کے سبب آج اسلام اکناف عالم میں بڑی سرعت کے ساتھ قدر کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا ہے۔ اور مبارک ہے وہ انسان جو اس مبارک تعلیم کو پیش نظر رکھے کہ اس سے عالمگیر امن کے رستے کھلیں گے۔

جلسہ کے اختتام پر صاحب صدر نے جہاں دیگر مقررین کا شکریہ ادا کیا۔ وہاں پر جماعت احمدیہ کی روشن خیالی اور بلند اعتقادی کا ذکر کرتے ہوئے مکرم خاکی صاحب کا خصوصیت سے شکریہ

ضروری

تبلیغ کے لئے ایک مفید اشتہار

محترم حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آباد دکن کی طرف سے ماہ اگست ۱۹۶۶ء میں ایک صفحہ کا اشتہار بعنوان "اسلام میں ایک فرقہ جنتی ہے۔ اور وہ کون ہے؟" شائع ہوا ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پیش کرکے جماعت احمدیہ کا ناجی فرقہ ثابت کیا گیا ہے۔ عبارت عام فہم سلیس اور موثر ہے۔ احباب جماعت ... صرف کی خدمت میں لکھ کر منگوا کر اپنے ان عزیزوں اور دوستوں کو جو تا حال جماعت میں شامل نہیں تقسیم کریں۔

اللہ تعالیٰ حضرت سیٹھ صاحب کو جزائے خیر دے اور ان کو اور ان کی اولاد کو مزید بیش از پیش خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ اور کاروبار میں برکت دے۔ آمین

خاکسار

۲۸ ... مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ایک اہم تبلیغی ضرورت کیلئے احباب جماعت سے تعاون کی درخواست

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

موجودہ زمانہ میں بعض ایسی ایجادات ہوئی ہیں جن سے دوسری قومیں اور ان کے مشنری بالخصوص عیسائی اپنے تبلیغی کاموں میں بہت فائدہ اٹھاتے ہیں مثلاً ٹیپ ریکارڈنگ مشین، مووی کیمرہ اور پروجیکٹر وغیرہ۔

حال ہی میں ہمارے جرمن احمدی مسلمان مسٹر وسیم ناصر ہمارے ملک میں تشریف لائے اور بھارت کے مختلف شہروں میں جہاں جہاں ہماری جماعتیں قائم ہیں تشریف لے گئے۔ اُن کے پاس ٹیپ ریکارڈنگ مشین اور سلائڈز دکھانے کا سامان تھا جس کے ذریعہ انہوں نے ہمارے بیرونی مشنوں کی تصاویر دکھائیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی گذشتہ جلسہ سالانہ کی تقریر سنائی۔ نظارت ہذا میں آمدہ رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر وسیم ناصر صاحب کے اس دورہ کا بہت اچھا اثر ہوا۔ اور جماعت کے افراد کے علاوہ بہت سے غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب بھی ہمارے جلسوں میں خاص دلچسپی سے شرکت کرتے رہے۔ گو مجھے ایک لمبے عرصہ سے خیال تھا مگر اب میں سمجھتا ہوں کہ جلد تر اس کا انتظام ہو جانا چاہیئے کہ نظارت دعوت و تبلیغ کے پاس ایک ٹیپ ریکارڈنگ مشین ہو جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے کلمات اور تقاریر ریکارڈ کی جائیں۔ صحابہ کرام اور بزرگان سلسلہ کے پیغامات ریکارڈ ہوں اور اسی طرح بعض مذہبی مکالمات سوال و جواب کے رنگ میں ریکارڈ کئے جائیں۔

ٹیپ ریکارڈنگ مشین کے علاوہ ایک مووی کیمرہ اور پروجیکٹر بھی ہو، تا کہ ہم یورپ امریکہ، افریقہ اور دیگر بیرونی ممالک کی احمدیہ مساجد اور مشنوں کی تصاویر کھنچوا کر دکھانے کا بندوبست کر سکیں۔ اسی طرح مرکز سلسلہ اور باہر کی جماعتوں کی مختلف تقاریب کی تصاویر لے لی جائیں اور جب بھی ہمارے سالانہ تبلیغی دورے ہوں تو عام تقاریر کے علاوہ ان تصاویر کو دکھا کر اور پیغامات سنا کر تبلیغ کی جائے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس طرح ہماری تبلیغ میں وسعت پیدا ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

پس میں بھارت میں رہنے والے احمدی دوستوں اسی طرح عدن اور افریقہ وغیرہ ملکوں میں رہنے والے احمدی دوستوں سے بذریعہ اعلان ہذا گذارش کرونگا کہ براہ مہربانی وہ مطلع فرمائیں کہ

۱۔ کس کمپنی کی ٹیپ ریکارڈنگ مشین، مووی کیمرہ اور پروجیکٹر زیادہ اچھا مفید اور دیرپا رہے گا اور ان کی قیمتیں کیا ہوں گی

۲۔ ان ہر سہ اشیاء کے مہیا کرنے میں نظارت ہذا سے کس حد تک تعاون کر سکیں گے۔

نظارت ہذا ہر سہ اشیاء کو تبلیغی اغراض کے لئے خریدنا چاہتی ہے البتہ اگر کسی احمدی دوست یا جماعت کو اللہ تعالیٰ یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ یہ تینوں اشیاء یا ان میں سے کوئی ایک خود خرید کر ہمیں دے سکیں تو ان کا یہ عمل ان کے لئے صدقہ جاریہ ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر پائیں گے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ

قادیان ۱۸-۷-۶۰

چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات

حضور ارشاد فرماتے ہیں:

"پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق متواتر کئی سالوں سے دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع سال میں چندہ دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں اور جو شروع میں نہیں دیتیں۔ ان کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کے ذمہ بھی بعض دفعہ دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آتا ہے۔ جلسہ سالانہ ایک اجتماع کا موقعہ ہے اور اجتماع کے موقعہ پر ہمارے ملک میں لوگوں کی عادت ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ امداد فرمایا کرتے ہیں"۔

"ہمارا جلسہ سالانہ تمام عرس اور میلوں اور اجتماعوں سے بالکل مختلف ہے اور اس میں حصہ لینا بڑے ثواب کا کام ہے۔ جماعتوں کو چاہیئے کہ ابھی سے جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ ہمارا ایسا تجربہ ہے کہ جو جماعتیں جلسہ سالانہ سے پہلے چندہ دے دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں اور جو رہ جاتی ہیں وہ رہتی چلی جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو بعد میں نظارت بیت المال کے پیچھے پڑنے کی وجہ سے اور خط و کتابت کرنے پر آئندہ سال کا چندہ پورا کرا دیتی ہیں اور بعض جماعتوں کے ذمہ دو دو سال کا بقایا چلتا جاتا ہے۔ حالانکہ انتظام پر تو ہر حال روپیہ خرچ ہوتا ہے"۔

"پس پہلے تو میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے میں وہ سستی سے کام نہ لیں تا کہ جلسہ سالانہ پر آنیوالے مہمانوں کے لئے پہلے سے انتظام کیا جا سکے۔ اصل میں تو چندہ جلسہ سالانہ سال کے شروع میں ہی دینا چاہیئے کیونکہ اگر اجناس وقت پر خرید لی جائیں تو ان پر بہت کم خرچ آتا ہے اگر روپیہ پاس ہو تو ماہ مئی، جون، جولائی میں تمام اجناس خرید لی جائیں تو آدھے روپیہ میں کام بن جاتا ہے۔ بہرحال جماعت کو چاہیئے کہ وقت پر چندہ دیں تا کہ ہم سہولت سے چیزیں خرید سکیں"۔

حضور کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں چاہیئے تو یہ تھا کہ سال حال کی پہلی ششماہی میں بجٹ چندہ جلسہ سالانہ کا بیشتر حصہ وصول ہو جاتا لیکن ابھی تک وصولی کی رفتار تدریجی بجٹ کی نسبت سے بہت کم ہوئی ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ احباب جماعت اور عہدیداران بال چندہ جلسہ سالانہ کی فوری ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں۔ تا کہ جلسہ سالانہ سے قبل اس چندہ کی سو فی صدی وصولی ممکن ہو سکے مبلغین صاحبان کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ وہ اپنے حلقہ میں موثر تحریک کر کے اس چندہ کی وصولی میں تعاون فرماویں۔ اس چندہ کی شرح اوسط ماہوار آمد کا سال میں ایک دفعہ ۱/۱۰ حصہ مقرر ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

مومن — اور — قربانی

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:-

مومن کے لئے قربانی اعزاز ہے

میں نے بتایا تھا کہ خدا تعالیٰ کے رستہ میں قربانیاں کرنا مومن کے لئے اعزاز ہوتا ہے خدا تعالیٰ اسے اپنے انعامات کا وارث بناتا ہے اور اس میں زیادتی کرتا رہتا ہے خلاف نہیں لیکن سنت اللہ یہ ہے کہ وہ کمزوروں کا خیال رکھتا ہے۔ وہ یکدم حقیقت نہیں کھولتا۔ جوں جوں لوگوں کے ذوق و شوق میں ترقی ہوتی جاتی ہے توں توں وہ حقیقت کھولتا جاتا ہے۔

مومن کی علامت

پس مومن کی علامت تو یہ ہوا کرتی ہے کہ وہ ہر وقت قربانی کے مواقع کی تلاش میں رہتا ہے جیسے چڑیاں دانہ کی تلاش میں رہتی ہیں اسی طرح مومن قربانی کے راستوں کی تلاش میں رہتا ہے اس کی تلاش سے گھبراتا نہیں بلکہ راستہ سے ہٹ جاتا ہے تو گھبراتا ہے۔ جب وہ مرتا ہے تو یہ کہتے ہوئے مرتا ہے کہ کاش میں فلاں قربانی کا بھی موقع پا جاتا۔

پس مبارک ہیں وہ دوست جو تحریک جدید کے مالی جہاد میں بڑھ چڑھ کر فوری طور پر حصہ لے کر سعادت دارین حاصل کریں۔

تحریک جدید کی اہمیت اور اس کی ضرورت کو احباب پر واضح کرنے کے لئے ۱۴ تا ۲۱ ستمبر تک ہفتہ تحریک جدید منایا جا رہا ہے احباب کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کی کوشش فرماویں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

خبریں

عمان ۲۹ راگست۔ عمان ریڈیو نے اطلاع دی ہے کہ جارڈن کے وزیراعظم مسٹر مجالی کو آج صبح قتل کر دیا گیا۔ اُن کی موت ٹائم بم پھٹنے سے ہوئی۔ جو اُن کے دفتر میں رکھا گیا تھا۔ بم پھٹنے سے دس اشخاص ہلاک اور ۵۰ زخمی ہوئے۔ اور بہت سا نقصان ہوا۔ عمان میں کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔ فوج شہر میں گشت کر رہی ہے۔ عراق کے شاہ فیصل اور وزیر اعظم نوری السعید کے قتل کے بعد عرب ممالک میں یہ دوسرا بڑا سیاسی قتل ہے۔

گوڑگاؤں ۲۸ راگست۔ کل رات کے ساڑھے ۹ بجے یہاں زلزلے کا شدید جھٹکا محسوس کیا گیا۔ سوہنا کی ایک غیر سرکاری اطلاع ہے کہ وہاں کم و بیش ۸۰ فیصدی مکانوں کو جن میں سرکاری عمارتیں بھی شامل ہیں۔ نقصان پہنچا ہے۔ رات کے ۱۲ بج کر ۲۵ منٹ پر پھر ایک جھٹکا آیا۔ اس سے پہلے گڑگڑاہٹ کی آوازیں آئیں۔ لوگ اپنے مکانوں سے باہر نکل آئے کئی اشخاص خوف سے ڈر کر چیخنے چلانے لگ گئے۔ ساری رات لوگوں نے جاگ کر گزاری مقامی جامع مسجد کے میناروں کو بھاری نقصان پہنچا ہے۔ ہندوستان سماچار کی اطلاع ہے کہ زلزلہ کے اثر سے راشٹرپتی بھون بھی نہیں بچ سکا ہے اگرچہ عمارت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا پھر بھی وہاں کے گھنٹہ گھر کا اوپری حصہ کچھ نیچے کو جھک گیا ہے۔ حالانکہ انجنیروں نے راشٹرپتی بھون کی تعمیر ایک پہاڑی پر کی تھی اور اس میں ۱۵۔ انچ کی قوت کے جھٹکے کو برداشت کی طاقت ہے اور ہر دیوار دس دس فٹ موٹی ہے۔ راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد نے جب زلزلہ کے جھٹکے محسوس کئے تو وہ فوراً نیچے آ گئے انہوں نے اپنے سٹاف [illegible] کو فون کئے [illegible] جب انہیں بتایا گیا کہ دہلی کا زلزلہ اپنے دائرہ کا کام نہیں کر رہا تو راشٹرپتی نے [illegible] بمبئی اور کلکتہ سے رابطہ

قائم کرنے کے لئے ہدایت کی۔

زلزلہ سے تاریخی لال قلعہ کی فصیل میں دو تین جگہ دراڑیں پڑ گئی ہیں اور پتھر کا دو مربع فٹ ٹکڑا اپنی جگہ سے ہل گیا ہے۔ کوٹلہ کے گنبد کا جنوبی حصہ بھی گر گیا ہے۔ دہلی میں باقی تاریخی عمارتیں محفوظ رہی ہیں۔

نئی دہلی ۲۹ راگست۔ لوک سبھا نے آج چالو مالی سال کے لئے ۱۸ کروڑ روپے کی ضمنی مانگیں پاس کر دیں اس میں سے ۱۲½ کروڑ روپیہ تبت سے ملنے والی شمالی سرحدی علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر پر خرچ کیا جائے گا۔ کئی ممبروں نے بحث کے دوران یہ مانگ کی کہ شمالی سرحدی علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر کا کام تیز کیا جائے۔ وزیر دفاع شری کرشنا مینن نے کہا کہ سرحدی علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر کا کام کافی آگے بڑھ گیا ہے۔ اور کئی سکیمیں وقت سے پہلے ہی پوری کر لی گئی ہیں

امرتسر ۲۹ راگست۔ پنجاب سرکار کی ہدایات کے مطابق یکم ستمبر سے تمام سرکاری دفتروں اور فوجداری عدالتوں میں کام کرنے کا وقت موسم سرما کے لئے ۱۰ بجے صبح سے ۴½ بجے شام تک ہوگا۔ قومی تہوار دو اپیسی گاندھی جینتی اور یوم ری پبلک کے سوا اور کسی تہوار پر سرکاری دفتروں میں چھٹی نہیں لیکن ہر سنیچروار اور اتوار کو چھٹی ہوا کرے گی۔ اس کے برعکس ہائیکورٹ کے تحت عدالتوں سیشن کورٹ اور دیوانی عدالتوں کے اوقات اس سے مختلف ہوں گے۔ ہائیکورٹ کے آرڈر کے مطابق سیشن کورٹ اور دیوانی عدالتیں صبح دس بجے کھل کر پانچ بجے شام بند ہوا کریں گی۔ اور مہینہ میں اتوار کی چھٹی کے علاوہ صرف آخری سنیچروار کی چھٹی ہوا کرے گی۔ لیکن تمام تہواروں کو عدالتوں میں تعطیل ہوا کرے گی۔ جیسا کہ ہائیکورٹ کی طرف سے آرڈر جاری ہو چکے ہیں۔

انبالہ ۲۹ راگست۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ ضلع رہتک میں سیلابوں سے کھڑی فصل کو ۲ کروڑ ۰۰ لاکھ روپیہ کا نقصان پہنچا ہے۔ وہاں ۲۷۲۱۱ ایکڑ اراضی زیر آب ہوئی۔ اس کے علاوہ مکانوں اور دیگر جائداد

بدر کا

تحریک جدید نمبر

مرکزی دفتر تحریک جدید قادیان کے اعلان کے مطابق تمام جماعتیں ۲۰ ستمبر تا ۲۶ ستمبر ہفتہ تحریک جدید منا رہی ہیں اس موقعہ پر اخبار بدر کی طرف سے "تحریک جدید نمبر" بھی شائع کیا جانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جسے اس ہفتہ کے شروع ہونے سے قبل ہی احباب تک پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔ تا درست اس سے استفادہ کر سکیں۔ اسلئے بذریعہ اطلاع اعلان کیا جاتا ہے کہ ۸ ستمبر کا پرچہ تحریک جدید نمبر ہوگا۔ جو ہلہ تاریخ پر پوسٹ کیا جائے گا۔ انشاء اللہ (ادارہ)

کر ۱۲ لاکھ ۸۴ ہزار ۸۰۰ روپیہ کا نقصان پہنچا۔

قادیان ۳۰ راگست کئی دنوں سے متواتر رات کے وقت جنوب مغرب سے شمال مشرق کی طرف جاتا ہوا ایک روشن ستارہ دیکھا جا رہا ہے۔ جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ یہ امریکہ کا مصنوعی سیارہ ایکو ہے جو کم و بیش ہر دو گھنٹہ کے بعد قریباً [illegible] رات کے وقت مذکورہ سمت کو جاتا دکھائی دیتا ہے۔

نئی دہلی ۲۹ راگست۔ آج راجیہ سبھا میں وقفہ سوالات کے وقت نائب وزیر خارجہ شریمتی لکشمی مینن نے بتایا کہ گذشتہ چند سال سے بھارت سرکار نے پاسپورٹ جاری کرنے والے حکام کو یہ سخت ہدایات جاری کر رکھی ہیں۔ کہ وہ ان پڑھ اور معمولی پڑھے لکھے لوگوں کو جو انگریزی نہیں جانتے پاسپورٹ جاری نہ کریں۔ اس کا اطلاق ان اشخاص پر خاص طور پر ہوتا ہے جو برطانیہ، امریکہ اور مغربی دیشوں کو جانے کے خواہشمند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایسی ہدایات اس لئے جاری کی گئی ہیں۔ کیونکہ ان پڑھ اور معمولی لکھے پڑھے لوگ معمولی کاروبار یا محنت مزدوری کرنے کے لئے ان ممالک کو گئے اور انگریزی نہ جاننے کے باعث وہاں انہیں بہت مشکل پیش آئی۔ اس پر بھارت سرکار نے غیر ممالک کو نقل مکانی روکنے کے لئے موجودہ اقدامات سخت کرنے کا فیصلہ کیا۔

کٹک ۲۹ راگست۔ اڑیسہ سرکار نے صوبہ میں سیلابوں سے تباہی کے متعلق مزید اعداد و شمار شائع کئے ہیں۔ اُن کے مطابق صوبہ میں ۹۔ اضلاع کے بیس لاکھ ۵۷ ہزار افراد پر سیلابوں کا اثر پڑا ہے۔ کل ۵ ہزار ۲۰۰ مربع میل علاقہ زیر آب ہے۔ ابھی تک ۲۸۔ اشخاص لاپتہ ہیں۔ کچھ لاشیں پانی پر تیرتی ہوئی پائی گئیں۔ لیکن ابھی تک یہ تحقیق طور پر معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا یہ اموات سیلابوں کی وجہ سے ہوئی ہیں یا دیگر قدرتی وجوہات سے۔

فیض آباد ۱۰ راگست۔ گذشتہ دنوں دریائے سرجو کی ایک معاون ندی ٹیڑھی میں ایک مگرمچھ ایک عورت اور ایک گائے کو نگل گیا جس سے علاقہ میں سنسنی پھیل گئی ہے گذشتہ اتوار کو اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس کی لمبائی ۱۲ فٹ ۸ انچ ہے۔

ماسکو ۲۸ راگست۔ اسوان ڈیم کی تعمیر کے سلسلہ میں روس کی طرف سے مصر سرکار کی امداد دینے کے سلسلہ میں کل ماسکو میں ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے ہیں جس کی رو سے روس عرب جمہوریت کو ۹۰۰۰۰۰۰۰۰ روبل قرضہ دے گا۔ تاکہ اس ڈیم کی تعمیر کے سلسلہ میں جو مشینری وغیرہ درکار ہے اس کی قیمت ادا کی جا سکے۔

لنڈن ۲۸ راگست۔ لندن کے اخبار ڈیلی ایکسپریس نے انکشاف کیا ہے کہ انسان کو خلا میں بھیجنے کے متعلق روس بڑی تیزی سے اقدامات کر رہا ہے اب وہ کتوں کو خلا میں بھیجکر زندہ صحیح سلامت واپس لانے کے بعد اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے میں اور بھی مضبوط ہو گئی ہے۔ امید ہے انسان کو اکتوبر میں روسی انقلاب کی سالگرہ پر خلا میں بھیجا جائے گا۔

متروکہ جائیداد کے متعلق ایک نیا قانون

قادیان ۳۰ راگست۔ ایڈیٹر صاحب ہمراز دہلی کی طرف سے ایک خط مورخہ ۱۲ راگست میں مندرجہ ذیل اطلاع ملی ہے۔ جو قارئین کے فائدہ کیلئے درج ہے:۔

۱۹ راگست ۶۰ء کو پارلیمنٹ میں ایک قانون پاس ہوا ہے کہ جو جائیداد نکاسی ہو گئی ہے اگر اس میں کسی کا حصہ ہے تو چھ ماہ کے اندر کسٹوڈین جنرل کے پاس درخواست دے کر علیحدہ کرالے ورنہ پھر حق باقی نہ رہے گا۔

(قانون کا نام دی ایویکوی انٹرسٹ سپریشن امینڈمنٹ ایکٹ آف ۱۹۶۰ ہے)